ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جمادی الاول : ۱۴۱۶ھ
اکتوبر : ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی حقوق کے علمبردار کون تھے؟

آج پھر دین حق پر کفر آمیز تنقید کی وباء پھوٹ پڑی ہے۔ ازلی و ابدی سچائیوں کی تردید کا طاعون پھیل گیا ہے۔ خلاف شریعت عقائد و نظریات کی توپیں چل رہی ہیں۔ پھر وہی زبان بولی جا رہی، علماء کی غیرت کو چیلنج ہو رہا ہے۔ پھر پیغمبر کی عزت پر حرف آ رہا ہے۔ قرآن کی غلط تفسیریں ہو رہی ہیں۔ حدیث کے نام پر تہمتیں باندھی جا رہی ہیں۔ ناپاک جمہوریت کو اسلامی نظام پر ترجیح دی جا رہی ہے۔ اور افلاطون کو انسانی حقوق کا علمبردار بتایا جا رہا ہے۔

میں کہتا ہوں! کائنات میں اس سے بدترین جھوٹ کوئی نہیں۔ یہ پیغمبروں کی پوری جماعت پر تہمت ہے۔ وہ افلاطون جو اپنے ایمان کی ضمانت نہیں دے سکتا وہ دنیا کو سب سے پہلے انسانی حقوق سے کیسے آشنا کر سکتا ہے؟ اگر اللہ کی مخلوق کو پہلی مرتبہ اس کے حقوق سے آشنا کرنے والا افلاطون یا اس کا بدمعاش شاگرد ارسطو ہے تو پھر انبیاء کس لئے بھیجے گئے؟ وہ دنیا میں کیا کرنے آئے تھے؟ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ساری کائنات کو اللہ کی طرف سے دئیے ہوئے عوامی حقوق سے آشنا کرایا اس وقت جمہوریت کے کسی باباجان کا عالم ارواح میں بھی وجود نہیں تھا۔ کائنات میں ایسا کوئی زمانہ نہیں گزرا کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی نبی اور رسول خطۂ زمین پر بسنے والے عوام کو ان کے حقوق نہ بتا رہا ہو اور انہیں ان کی پامال زندگی سے اٹھا کر انسانیت کے مرتبہ پر فائز نہ کرتا رہا ہو۔

جانشینِ امیر شریعت

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

خطاب، حاصل پور، ۶ مارچ ۱۹۸۲ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ ، اکتوبر ۱۹۹۵ء ، جلد ۶ ، شمارہ ۱۰ قیمت/ ۱۰ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر :
سیّد عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول :
سیّد محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
ذوالکفل بخاری ۰ قمر الحسنین
شمس الاسلام بہلوی ۰ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ۰ عبداللطیف خالد
خادم حسین سیّد خالد مسعود

زرتعاون سالانہ

اندرون ملک /۱۰۰ روپے ◉ بیرون ملک /۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختم نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۴
مقالۂ خصوصی:	جمہوریت ایک فتنہ اور فراڈ	حکیم محمود احمد ظفر	۵
حسنِ انتخاب:	اسلامی نظام انسانی مسائل کا مکمل حل ہے	ماخوذ	۱۱
روداد:	"تذکرہ سیدنا معاویہ" کی تقریب رونمائی	میاں شفیق الرحمن	۱۲
قلم برداشتہ:	چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر	سید عطاء المحسن بخاری	۱۳
نقد و نظر:	ملی یکجہتی کونسل کے مضرات	مولانا عبدالحق چوہان	۱۵
ماضی کے جھروکے سے:	جناب خالد ہاشمی سے ایک ملاقات	سید عطاء المحسن بخاری	۲۰
تاریخ و تحقیق:	مولانا منظور چنیوٹی تصحیح کرلیں	ادارہ	۲۲
خطاب:	جمہوریت کفر پرور، کفر ساز اور مشرکانہ نظام ہے	عطاء المؤمن بخاری	۲۴
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۲۷
تأثر:	بھروپیئے چمن کے نگہدار ہوگئے	خادم حسین	۳۱
ردّ مرزائیت:	مرزا قادیانی کا معافی نامہ	طاہر رزاق	۳۳
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	سید ذوالکفل بخاری	۴۰
مجلسِ اطفال:	پاکستان کا مطلب کیا؟	ادارہ	۴۱
ترحیم:	مسافرینِ آخرت	" " "	۴۳
شاعری:	نعت	پروفیسر عابد صدیق	۴۴
" " "	غزل	پروفیسر خالد شبیر	۴۵
" " "	رنگِ سخن	پروفیسر اکرام تائب	۴۶

دل کی بات

کابل میں پاکستانی سفارتخانہ میں آتش زدگی

گزشتہ ماہ افغانستان میں پاکستانی سفارت خانہ پر افغان عوام نے حملہ کر کے نذر آتش کر دیا جس سے جانی اور مالی نقصان ہوا۔ افغانستان کے ساتھ پاکستان کے تعلقات صدیوں سے محبت و اخوت کے رشتوں میں منسلک ہیں۔ روسی استعمار کے خلاف افغان عوام کے گیارہ سالہ جہاد میں پاکستان نے جو تاریخی کردار ادا کیا وہ بھی۔ تاریخ حریت کا ناقابلِ فراموش اور غیر معمولی واقعہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ محبت کے یہ رشتے یکایک نفرت میں کیوں تبدیل ہو گئے؟ پاکستانی سفارت خانہ نذر آتش کئے جانے کا معاملہ قومی اسمبلی میں اٹھایا گیا۔ تو اس معاملہ سے متعلق تحریک پر مختلف ارکان نے اظہار خیال بھی کیا۔ بحث کے دوران بعض ایسے حقائق منظر عام پر آئے ہیں۔ جن سے تازہ ترین صورت حال کے تجزیہ میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی۔ مثلاً رکنِ قومی اسمبلی محمود خان اچکزئی نے کہا کہ:

"بے نظیر اور صدر لغاری نے تو کہا کہ افغانستان میں ہم مداخلت نہیں کر رہے لیکن آئی ایس آئی بدمست ہاتھی بن چکا ہے جو حکومت کو اعتماد میں لئے بغیر مداخلت کر رہا ہے۔ طالبان آئی ایس آئی کی پیداوار ہے۔ نواز شریف اور بے نظیر اتنے مضبوط نہیں کہ آئی ایس آئی کو روک سکیں۔ ایران، سعودی عرب اور پاکستان کے انٹیلی جینس ادارے افغانستان میں جا کر مداخلت کرتے ہیں"

دوست محمد فیضی نے کہا:

"ضیاء الحق کا قتل بھی اسی سازش کا حصہ ہے، (نوائے وقت ملتان، ۲۶ ستمبر ۱۹۹۵ء)

یہ حقائق پاکستان کے سب سے بڑے ادارے میں سامنے آئے ہیں اور انہیں آسانی سے رد نہیں کیا جا سکتا۔ مشاہدات ان کی تصدیق کرتے ہیں اور یہی وہ اسباب ہیں جو افغانستان اور پاکستان کے درمیان نفرتوں اور عداوتوں کی دیواریں بن چکے ہیں۔ مغرب کے کفار و مشرکین یہ نہیں چاہتے کہ افغانستان مستحکم ہو۔ وہ افغان قوم کے جذبہ جہاد سے خوفزدہ ہیں اور اصل خوف اسلام کا ہے۔ اس لئے یہود و نصاریٰ کی پوری کوشش یہ ہے کہ افغانستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے تقسیم کر دیا جائے۔ اور دنیا کے نقشے پر کوئی بھی ایسی ریاست نہ ابھر سکے جو اسلام کی نمائندہ ہو۔ ہم طالبان کے نعرہ، اقدام اور خلوص پر شبہ نہیں کرتے مگر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ مغرب انہیں استعمال نہیں کر رہا؟ یا وہ آئندہ استعمال نہیں ہوں گے؟

پاکستان اس وقت انتہائی نازک صورتِ حال سے گزر رہا ہے۔ موجودہ نا اہل حکومت ملک کے داخلی اور خارجی استحکام کے قیام میں بری طرح ناکام ہو گئی ہے اور اس کی بڑی وجہ حکمرانوں اور سیاست دانوں کا امریکی ایجنٹ کے طور پر کام کرنا ہے۔ افغانستان، ایران اور چین ہمارے ہمسائے ہیں۔ ان سے ہمارے تعلقات مثالی اور مضبوط ہونے چاہئیں۔ کہ یہ ہماری بقا کے لئے ضروری ہے اگر ہمارے حکمران اپنے امریکی آقاؤں کے حکم پر افغانستان میں مداخلت کریں گے تو نتائج یہی نکلیں گے افغانستان بھی کشمیر کی طرح پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اس کی بقا پاکستان کی

بقا ہے۔ اگر افغانستان تقسیم ہوا تو پھر پاکستان کی بقا و سلامتی بھی معرضِ خطر میں پڑ جائے گی۔

پاکستانی ذرائع ابلاغ۔ تنزلی کی راہ پر:

بریڈفورڈ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ڈیوڈ جے جانز (جو ان دنوں پاکستان کے دورہ پر ہیں) نے شعبہ تعلیم میں پاکستانی ذرائع ابلاغ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"پاکستان میں ذرائع ابلاغ علمی شخصیتوں کو نظر انداز کر کے فلمی اداکاروں کو اہمیت دے رہے ہیں۔ پاکستان میں تعلیمی انحطاط کا اصل سبب یہی ہے۔ برطانیہ کے سائنس دانوں نے تھیوری کی بجائے پریکٹیکل پر زیادہ توجہ دی اور ہم ذرائع ابلاغ کو تعلیم کی ترویج و ترقی کے لئے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔" (نوائے وقت ملتان ۲۴ ستمبر ۱۹۹۵ء)

یہی بات ہم کہتے تو اسے ملازم، دقیانوسیت اور نہ جانے کن کن اعزازات سے موسوم کیا جاتا۔ چونکہ یہ بات مسٹر ڈیوڈ نے کہی ہے اس لئے اس پر کوئی ردِ عمل نہیں ہوگا۔ پاکستانی حکمران ڈاکٹر ڈیوڈ جے جانز کے اس تجزیے کا انکار نہیں کر سکتے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ میں گھسے ہوئے پچانوے فیصد جاہل کاٹھے انگریز منہ ٹیڑھا کر کے جب ولائیتی چیخیں مارتے ہیں تو ان کی اس جہالت پر ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ تعلیم کی بجائے عریانی، فحاشی، بے حیائی، بدمعاشی اور بدعنوانی پھیلا رہے ہیں۔ اور کوئی مہذب قوم ان اعمالِ خبیثہ و رذیلہ کے ذریعے ترقی نہیں کر سکتی۔ یہ ترقی کا نہیں، تنزلی کا راستہ ہے۔ امرِ واقعہ یہی ہے کہ ڈوموں، میراثیوں، تہذیبی بھانڈوں اور سیاسی نٹوں کو قوم کا ہیرو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے یہی طبقہ بد نژادِ نو کا آئیڈیل بن گیا ہے۔ جس کا نتیجہ ہمہ گیر تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

جمعہ کی چھٹی کا خاتمہ:

گزشتہ کئی دنوں سے اخبارات میں یہ خبر گرم ہے کہ بے نظیر حکومت جمعہ کی چھٹی ختم کر کے اتوار کی چھٹی کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں مسٹر بھٹو نے جمعہ کی چھٹی کا اعلان کر کے اسے اپنا بہت بڑا اسلامی کارنامہ قرار دیا تھا اور مسٹر بھٹو کی باقیاتِ سئیات پیپلز پارٹی اب تک اسے بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتی چلی آ رہی ہے۔ یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ جس اقدام کو بے نظیر اپنے والد کا اسلامی کارنامہ قرار دیتی رہی ہیں اب اسے ختم کرنے کے درپے ہیں!

دنیا بھر میں عیسائی اتوار کو چھٹی کرتے ہیں اور یہودی ہفتہ (یوم السبت) کو اور ان دنوں کو اپنے اپنے مذہب کے حوالے سے مقدس قرار دیتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے لئے جمعہ مقدس ترین دن ہے۔ موجودہ حکمران جمعہ کی چھٹی کا نقصان یہ بتاتے ہیں کہ ہم تجارتی دنیا سے کٹ کر رہ جاتے ہیں۔ آخر مسلم ممالک بھی تو غیر مسلم ممالک کی منڈی ہیں۔ اگر ہفتہ اور اتوار کی چھٹی سے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوتا تو جمعہ کی چھٹی سے ہمیں بھی کوئی نقصان نہیں۔ سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک اس کی زندہ مثال ہیں۔ یہود و نصاریٰ سے مرعوب ہو کر اگر ایسا کوئی اقدام کیا گیا تو اس کی شدید مزاحمت کی جائے گی۔

حکیم محمود احمد ظفر

مقالۂ خصوصی

قسط اوّل

جمہوریت ایک فتنہ اور فراڈ

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیاد اسلام کے نظریہ پر رکھی گئی ہے۔ اسلام کے نظریہ ہی کی خاطر ہندوستان کے ان صوبوں اور اضلاع کے لوگوں نے بھی پاکستان کے حق میں ووٹ دئیے تھے جن کو پورا یقین تھا کہ ہمارا صوبہ یا ضلع پاکستان میں نہیں آئے گا۔ اس نظریہ پاکستان کی خاطر ہی قریباً دس لاکھ انسانوں نے اپنی جانیں قربان کیں اور ہزارہا عورتوں کی عصمتیں لوٹی گئیں۔ لوگوں کے گھر بار برباد ہوئے۔ فصلیں تاراج ہوئیں۔ یہاں تک کہ کئی کروڑ انسان اپنی جنم بھومیوں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر پاکستان میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اقتدار پر ایک ایسا طبقہ قابض ہو گیا جن کی اپنی زندگیوں میں اگر خوردبین لگا کر بھی دیکھا جاتا تو شاید ہی اسلام کا کوئی جرثومہ نظر آتا۔ ان لوگوں کا اوڑھنا بچھونا مغربیت تھی اور مغرب کی ہر شے انھیں اسلام کے مقابلہ میں اچھی لگتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے پاکستان میں لوگوں کے مطالبہ کے باوجود اسلام کو نافذ نہ کیا البتہ مغربیت کی بنیادوں کو مضبوط کرتے رہے اور نئی نسل کے دلوں سے اسلامی اقدار کو نہ صرف نکالتے رہے بلکہ ان کی عزت و حرمت کو بھی ختم کرتے رہے یہی خدشہ قیام پاکستان سے قبل ان لوگوں نے ظاہر کیا تھا جنھوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی کیونکہ ان کی چشم بصیرت یہ دیکھ رہی تھی کہ پاکستان بننے کے بعد جو طبقہ مسند اقتدار پر قابض ہو گا وہ پاکستان میں کبھی بھی اسلام کو نافذ نہیں کرے گا اور نہ نافذ ہونے دے گا، اس لئے کہ ان کی اپنی زندگیاں اسلام سے یک قلم عاری ہیں۔

چنانچہ پاکستان بننے کے بعد اس مغرب زدہ طبقہ نے پاکستان میں جہاں مغرب کی اور چیزوں کو نافذ کیا وہاں طریقہ انتخاب بھی مغربی جمہوریت کو جاری کیا اور دلیل یہ دی کہ چونکہ پاکستان اس طریقہ انتخاب سے قائم ہوا ہے، لٰہذا پاکستان قائم بھی اسی طریقہ انتخاب سے رہ سکتا ہے۔ حالانکہ یہ دلیل اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتی۔ پھر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس طریقہ انتخاب کی اس قدر تشہیر کی گئی کہ علماء کی ایک معتد بہ جماعت ان لوگوں کی ہمنوا بن گئی۔ پھر ان جمہوری علماء نے جمہوریت پر اسلام کا لیبل لگا کر اس کو اسلامی جمہوریت کا نام دے دیا، جس طرح دوسری جنگ عظیم کے بعد جب اشتراکی نظریات کو بہت زیادہ فروغ ہوا تو کچھ لوگوں نے جن میں کئی علماء بھی شامل تھے، یہ سمجھا کہ اسلام کی عظمت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کو اشتراکیت کے مطابق ثابت کیا جائے، چنانچہ اسی زمانہ میں اسلامی سوشلزم کی اصطلاح وضع ہوئی، حتیٰ کہ کہا گیا کہ تاریخ کے سب سے بڑے اشتراکی (معاذاللہ) حضرت محمد ﷺ تھے۔

جمہوریت کو اسلامی برانڈ بنانے کے لئے ہمارے بعض علماء اور صحافی حضرات اور سیاست دانوں نے

قرآن و حدیث میں مشورہ کے بارہ میں جس قدر آیات اور احادیث تھیں۔ ان کو جمہوریت پر چسپاں کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اسلامی مشورہ کو موجودہ جمہوریت سے دور کا بھی واسطے نہیں۔

وقت کے اسلوب میں دین کو بیان کرنا جتنا ضروری ہے، وقت کے فکر میں دین کو ڈھالنا اتنا ہی غلطی ہے۔ پہلی چیز تجدید دین ہے اور دوسری تحریف دین، اسلامی جمہوریت ثانی الذکر چیز ہے، لہذا جو شخص بھی اسلامی جمہوریت کی اصطلاح استعمال کرتا ہے وہ تحریف دین کا مرتکب ہو رہا ہے۔

یہ مغربی جمہوری نظام جس کو پاکستان جیسی نظریاتی اسٹیٹ میں نافذ کیا گیا ہے، سراسر غیر اسلامی اور غیر فطری ہے۔ یہ دراصل مغرب زدہ ذہن کی اسلام اور پاکستان کے خلاف ایک سازش ہے، کیونکہ پاکستان جو اسلامی نظریہ کی بنیاد پر بنا ہے، اس جمہوریت کے ذریعہ اس کے بنیادی نظریہ کو کسی وقت بھی ملک بدر کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح سے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت جب بھی چاہے، پاکستان کے دستور میں ترمیم کر کے اس کو اس ملک کے دستور سے نکال سکتی ہے۔ اور جیسا کہ ہماری نوجوان نسل کو قیام پاکستان سے لے کر اب تک دین سے دور اور مغربیت سے قریب حکومتی سطح پر کیا جا رہا ہے۔ اگر مزید چند سالوں تک یہی حال رہا تو پاکستان کے دستور سے اسلام کو نکالنا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا۔ جو لوگ اسلامی سزاؤں کو "وحشیانہ سزائیں" شریعت اسلامیہ کو مُلّازم اور علمائے اسلام کو رجعت پسند طبقہ کہہ سکتے ہیں۔ ان سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ کل کو اسلام کو اپنی نام نہاد ترقی کے راستہ میں ایک روڑا سمجھ کر اس کو اپنے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کریں۔

جمہوریت زدہ لوگ دراصل عوام کو ایک مغالطہ دیتے ہیں کہ مطلق العنان شخصی حکومت جس کو آجکل کی اصطلاح میں ڈکٹیٹرشپ یا آمریت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کے مقابلہ میں جمہوریت میں عوام کو آزادیٔ رائے ہوتی ہے۔ وہ اپنی بات برملا اور برسرعام کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے یہ نظام سربراہ مملکت پر ایسی پابندیاں عائد کرتا ہے کہ وہ آمر یا مطلق العنان ڈکٹیٹر نہیں بن سکتا، لہذا یہ نظام نہایت اعلیٰ اور اچھا ہے۔ حالانکہ یہ صرف ایک مغالطہ ہے حقیقت یہ نہیں ہے۔ جمہوری نظام حکومت کے پیچھے سوشلزم کی طرح ایک مستقل فلسفہ ہے۔ جو دین اسلام کے ساتھ ایک قدم نہیں چل سکتا۔ اور جس کے لئے سیکولرزم (Secularism) یا دوسرے لفظوں میں کفر پر ایمان لانا ضروری ہے، کیونکہ جمہوریت کا رکنِ اعظم اور بنیادی ستون عوام کی حاکمیت ہے جس کا مطلب یہ ہے، کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ عوام کا ہر فیصلہ جو کثرت رائے سے ہو ناقابلِ تنسیخ اور واجب العمل ہے۔ اور یہی شی اسلام میں کفر ہے، کیونکہ اسلام میں طاقت کا سرچشمہ عوام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ حاکمِ اعلیٰ عوام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے۔ حاکمیتِ جمہور کا مطلب یہ ہے کہ ایک قوم کے عوام اپنی خواہشات اور اپنی آراء میں ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہیں۔ وہ جس شی کو چاہیں، کثرت آراء سے اپنے لئے حلال یا حرام ٹھہرا سکتے ہیں۔ مذہب و اخلاق کا ضابطہ اور قانون ان کے فیصلے کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ کسی ریاست کی اصل قوت کا انحصار وہاں کے عوام پر

ہوتا ہے، لہذا اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا گیا کہ حاکمیت بھی انہیں کی ہونی چاہیئے۔ اس فلسفہ کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ اس نے حاکم اور محکوم کی دوئی کو یک قلم ختم کر دیا۔ اب حاکم بھی عوام ہیں اور محکوم بھی۔ یہ نظریہ بظاہر تو بڑا معقول نظر آتا ہے لیکن اس میں کئی مغالطے پوشیدہ ہیں۔ عوام جب اپنی خواہشات اور آراء میں ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہیں اور عوام ہی حاکم اور عوام ہی محکوم ہیں تو جو عوام حاکم ہیں وہ بھی ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہوں گے۔ اور ہوتا بھی ایسا ہی ہے۔

اس فلسفہ کی اصل اساس یہ ہے کہ عوام کی مرضی ہی اصل حاکم ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی مرضی کس طرح معلوم کی جائے۔ یہ بذات خود ایک بہت مشکل شی ہے۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں بیان کیا جائے گا۔ دوسری بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ عوام جن کو حاکمیت کا اختیار دیا گیا ہے، ان کی اکثریت اکثر جاہل اور بیوقوف ہوتی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے محققین نے اس کو تسلیم کیا ہے، لہذا جمہوریت کے اس اصول کے تحت جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں جہلاء اور حمقاء کی اکثریت علماء اور عقلاء کی اقلیت پر حکمرانی کرتی ہے۔ چنانچہ مشہور ماہر سیاسیات برکے (Burke) نے ماہرین سیاست کی اس بارہ میں رائے یوں نقل کی ہے کہ:

"جمہوریتوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہ شرائط شاذ و نادر ہی پوری ہوئی ہیں۔ عملی اعتبار سے جمہوریت دراصل جہالت کی حکمرانی کا نام ہے، کیونکہ اس کی ساری توجہ کمیت اور تعداد پر رہتی ہے، کیفیت پر نہیں رہتی (یعنی بندوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا) اس میں ووٹ گنے جاتے ہیں انھیں تولا نہیں جاتا۔ شہریوں کی بہت بڑی تعداد اب بھی حکومت کو اپنے بنیادی وظائف زندگی میں سے نہیں سمجھتی۔ چنانچہ ان کو حکومت سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتی ہے۔ اور اپنے پیشہ وارانہ اور فنی کاموں کو سرانجام دیتی رہتی ہے۔ ہل چلاتی، بیج بوتی، فصلیں کاٹتی اور ان کی خرید و فروخت میں مصروف رہتی ہے۔ انھیں یاد ہی نہیں ہوتا کہ وہ ملک کی حاکم ہے۔"

(Burke, the substance of politics, P.133)

اسی وجہ سے ماہرین سیاست نے جاہل اکثریت کی بجائے عاقل اور عالم اقلیت کو حکومت کا مستحق قرار دیا ہے، کیونکہ حکومت عقل سے چلتی ہے جہالت سے نہیں۔ چنانچہ روسو نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے۔

"حکومت کا بہترین اور سب سے فطری انتظام یہ ہے کہ عقل مند ترین انسان کو کثرت پر حکومت کرنی چاہیئے بشرطیکہ اس بات کی ضمانت مل جائے کہ وہ اس کثرت کے مفاد کے لئے حکومت کرے گا نہ کہ اپنے مفاد کے لئے۔" (Burke, the substance of Politic, P.127)

اور ٹامس کارلائل Thomas Carlyle نے تو اور بھی واضح اور صاف الفاظ میں اس بات کو یوں کہا ہے:

"کسی بھی ملک میں وہاں کے قابل ترین آدمی کو دریافت کر لو۔ پھر اسے اٹھا کر اطاعت و اقتدار کے عالی ترین مقام پر رکھ دو اور اس کی اطاعت بجا لاؤ۔ اس طرح تم اس ملک کے لئے ایک مکمل حکومت دریافت کر لو گے۔ پھر بیلٹ پیپر، بیلٹ بکس یا پارلیمنٹ میں ہونے والی فصاحت و بلاغت یا رائے شماری یا دستور سازی یا کسی بھی قسم کی کوئی اور مشینری اس حکومت میں کوئی اور بہتر اضافہ نہیں کر سکے گی۔ یہ ایک مکمل ریاست ہو گی اور وہ ملک ایک مثالی ملک ہو گا۔"

(G.N. Salive, A History of Political theory, P. 764)

اس سے پتہ چلا کہ جمہوریت نہ صرف خلاف اسلام اور خلاف فطرت نظام حکومت ہے بلکہ عوامی حاکمیت کا تصور جو جمہوریت کا ایک بنیادی ستون ہے۔ محض ایک سراب ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسی وجہ سے الفرڈ کابن (Alfred cobbon) نے بالکل درست کہا ہے:

"جمہوریت ایک خیالی محبوبہ ہے جو اگرچہ کنواری ہے لیکن بانجھ بھی ہے۔"

(Alfred cobbon, the crisis of civilization, P.21)

گذشتہ ۴۳ سال میں بعض سیاسی جماعتیں (اور اب ایک جماعت تو بڑے زور شور کے ساتھ) ملک میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کا پرچار کر رہی ہیں حالانکہ اندرون جماعت ان کی اپنی پالیسی سراسر غیر جمہوری ہے۔ (کسی جماعت پر کسی خاندان کی اجارہ داری ہے تو کسی پر کسی خاص شخصیت کی) چنانچہ ان جماعتوں کے اندر نہ کبھی الیکشن اور نہ کسی کو اختلاف کے اظہار کا حق ہے۔ حالانکہ یہی چیزیں جمہوریت کے بنیادی ستون ہیں۔ جب کبھی ان کی اپنی جماعت میں سے کسی نے اختلاف رائے کیا تو یا تو اس کو ذلیل و رسوا کیا گیا یا پھر کسی غلط طریقے سے اس کو راستہ سے ہٹا دیا گیا۔ اور اگر اس اختلاف کرنے والے نے جرات کا اظہار کر کے یا جماعت کے سربراہ کی مخالفت کو خیر باد کہہ دیا تو اس شریف انسان نے اپنی توہین سمجھی کہ وہ کسی دوسری جماعت میں شامل ہو کر ملک و ملت کے لئے کام کرے بلکہ اس نے اپنی الگ سیاسی جماعت بنالی خواہ اس کا کوئی ممبر ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ پاکستان میں بعض سیاسی جماعتیں ایسی ہیں جن کے کل ممبران ایک ٹانگے پر سوار ہو سکتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا کہ ان بے شمار سیاسی جماعتوں کا مملکت کے نظام حکومت کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟ کیا یہ سب جمہوریت چاہتی ہیں یا کچھ جماعتیں جمہوریت کے علاوہ کوئی اور نظام حکومت چاہتی ہیں۔ اگر سب جمہوریت ہی چاہتی ہیں تو یہ سب آپس میں مدغم ہو کر ایک جماعت کیوں نہیں بن جاتیں تاکہ جمہوریت کو فروغ ہو کیونکہ ملک میں جتنی کم سیاسی پارٹیاں ہوں گی جمہوریت کو اتنا ہی فروغ حاصل ہو گا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریت کا روز و شب پرچار کرنے والی یہ سیاسی پارٹیاں خود جمہوریت کے بارہ میں مخلص نہیں ہیں، وہ اسلام کے بارہ میں کیا مخلص ہوں گی۔

تو بنویشتن چہ کردی کہ بماکنی نظیری

بخدا کہ واجب آمدز تو احتراز کردن

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ یہ اسلام کے نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوئی تھی اور اسلام کے نظریہ ہی پر قائم رہے گی۔ مشرقی پاکستان کا مغربی پاکستان سے الگ ہوجانا بھی اسی وجہ سے تھا کہ اتنی دور کے دو حصوں کو آپس میں متحد رکھنے والی قوت اسلام کو انہی سیاسی جماعتوں نے کمزور کر دیا تھا جس کی وجہ سے ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان نے مغربی بازو سے الگ ہو کر بنگلہ دیش کی شکل اختیار کرلی۔ اور پاکستان جس کو اتنی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا، آدھا ہو کر رہ گیا۔

ایک نظریاتی مملکت کا نظریہ اس مملکت کے لئے بمنزلہ ایک ستون کے ہوتا ہے۔ اس نظریہ کا کمزور ہوجانا یا ختم ہوجانا مملکت کے زوال اور تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ لہذا جب تک اسلامی نظریے کو ہر شعبہ زندگی میں پنپنے نہیں دیا جائے گا، مملکت کبھی بھی پختگی اور مضبوطی کے مراحل طے نہیں کر سکتی۔ چنانچہ پاکستان میں سوائے اسلام کے اور کوئی نظامِ حکومت نہیں چل سکتا جو مملکت کی مضبوطی (Stability) کا ضامن ہو۔ جمہوریت اور سوشلزم کے لئے اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ سوشلزم کی آواز تو اب ذرا مدھم ہو گئی ہے۔ لیکن اب ہر سیاسی جماعت کی زبان پر جمہوریت کا نعرہ ہے اور اس نعرہ سے وہ عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ جمہوریت کا یہ نعرہ نظریہ پاکستان کے سراسر منافی ہے کیونکہ جمہوریت اسلام کے ساتھ لگا نہیں کھا سکتی۔ اور نہ ہی اسلام جمہوریت کا حامی ہے۔ گویا نہ اسلام میں جمہوریت ہے اور نہ جمہوریت سے ملک میں اسلام آسکتا ہے۔ اسلام جمہوریت کا سخت مخالف ہے اور اسلامی جمہوریت اسلام کی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ اور اگر اسلامی جمہوریت کی اصطلاح صحیح ہے تو پھر اسلامی سوشلزم اور اسلامی کمیونزم کی اصطلاحیں بھی درست ہیں کیونکہ اگر جمہوریت اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر اسلامی ہو سکتی ہے تو سوشلزم اور کمیونزم میں بھی بعض چیزیں اسلام کے ساتھ مشترک ہیں۔

جمہوریت کے خلاف اسلام ہونے کا سن کر بعض حضرات چونک پڑتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر ہم اکثر سیاسی پارٹیوں سے جمہوریت ہی کا نام سن رہے ہیں۔ جن میں ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ اسلام جس کی بنیاد پر ہم نے یہ ملک بنایا تھا وہ اس نظامِ حکومت کو قبول بھی کرتا ہے یا نہیں؟ اس کے خلاف اسلام ہونے کے بارہ میں اس سے قبل کئی مفکرین اسلام نے لکھا جن میں علامہ اقبال، سید ابوالاعلیٰ مودودی (معلوم نہیں قیام پاکستان کے بعد انہوں نے اپنے اس فتویٰ سے کیوں رجوع فرمالیا تھا کیونکہ انہوں نے صرف اسی وجہ سے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی کہ وہاں جمہوری نظام حکومت ہو گا۔ ملاحظہ ہو سیاسی کشمکش جلد ۳ ص ۱۲۶، ۱۷۳) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا مفتی محمد شفیع خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہم ان سب دلائل کو یہاں بیان کرنا چاہتے ہیں جن سے ثابت ہوتا

ہے کہ جمہوریت نہ صرف خلافِ اسلام ہے بلکہ خلافِ فطرت بھی ہے۔

۱۔ جمہوریت کے خلاف اسلام ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جمہوریت میں حاکمیتِ اعلیٰ (Sovereignty) جمہور اور عوام کی ہوتی ہے جب کہ اسلامی نظامِ حکومت میں حاکمیتِ اعلیٰ صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ہوتی ہے گویا جمہوریت میں عوام اللہ عزوجل کے مقابل کی شی ٹھیرتے ہیں۔

علم سیاست میں حاکمیت کا لفظ اقتدار اعلیٰ اور اقتدار مطلق کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے جمہور کے صاحب حاکمیت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا حکم قانون کی حیثیت رکھتا ہے اور انہیں افراد سیاست پر حکم چلنے کے غیر محدود اختیارات حاصل ہیں اور افراد ان کی غیر مشروط اطاعت پر مجبور ہیں۔ افراد کو ان کے مقابلہ میں کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ جس کے جو بھی حقوق ہیں وہ انہی کے عطاء کردہ ہیں وہ ہر حق کو سلب کرنے کا بھی کلی اختیار رکھتے ہیں۔ اس بات کو دوسرے لفظوں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ قانون صاحب حاکمیت کے ارادے سے وجود میں آتا ہے اور افراد کو اطاعت کا پابند بناتا ہے۔

انسانی سوسائٹی میں اگر تلاش و جستجو کی جائے تو کوئی قامت ایسا نہیں ملتا جس پر حاکمیت کا یہ جامہ راست آتا ہو۔ اس کا اطلاق صرف اور صرف

"فَعَّالٌ لِمَا يُرِيد"

پر ہوتا ہے جس کا حکم قانون، جس کی طاقت اور قوت لامحدود، جس کے کام غیر مسئول اور جس کی ذات منہ عن الخطاء ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے علامہ اقبال مرحوم نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو ایک میں یوں بیان کیا ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

ایک مومن صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا حاکم حقیقی سمجھتا ہے اور اللہ کے سوا باقی سب کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے مقابلہ میں بتان آذری تصور کرتا ہے۔ مومن کے سوا تمام لوگ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں حاکموں کے محکوم ہیں۔ اگرچہ وہ دنیا میں بغیر کسی زنجیر اور بیڑی کے آئے تھے لیکن دنیا نے ان کے پاؤں میں حاکمیت کی بہت سی بیڑیاں ڈال دیں، لیکن ایک مرد مومن صرف ایک ہی ذات کا محکوم ہے اور وہ ایک ہی حاکم کا حکم مانتا ہے۔ کیونکہ اسے کہا گیا ہے ان الحکم الا للہ (حکم صرف اللہ ہی کا ہے) وہ ماں باپ، استاد و مرشد اور امراء اور بادشاہوں کا حکم اگر مانتا ہے تو اس لئے کہ احکم الحاکمین نے ان کے ایسے حکموں کے ماننے سے نہیں روکا جو اس کے حکموں کے خلاف نہ ہوں گویا کہ (باقی آئندہ)

اسلامی نظام انسانی مسائل کا مکمل حل ہے

"ہم اس وقت ایسے دور سے گذر رہے ہیں جس میں متعدد عالمی نظاموں کی کشمکش کار فرما ہے۔ مگر یہ سب کے سب نظام اقوام عالم کے لئے سلامتی اور خوشحالی مہیا کرنے سے قطعاً عاجز ہیں۔ عالم پر حکومت کرنے والی قوموں کے قائدین اور سربراہوں کے وہ عیوب جو بظاہر اس اضطراب اور ابتری کا سبب بنے ہوئے ہیں، کچھ ہی ہوں۔ ہمارے نزدیک تو اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں کہ دنیا کی بدبختی اور تباہی کے براہ راست ذمہ دار خود وہ عالمی نظام ہیں، جو اب تک بھی انسانی مشکلات اور مسائل کو ایسے طریق پر حل کرنے کے لئے اپنی اہلیت و صلاحیت ثابت نہ کرسکے کہ عالمگیر جنگوں میں بین الاقوامی جھگڑوں سے دنیا کو نجات دلاسکیں۔ اور وہ انسانیت، جو عالمگیر جنگوں کے دوران قتل و خونریزی اور تباہی و بربادی کی خونی اور تاریک فضا میں کافی عرصہ زندگی گذارنے کے بعد، اب ان خونریز عالمی جنگوں کے اختتام پر اضطراب، سراسیمگی اور بے چینی کی فضا میں سانس لے رہی ہے، اس سہمی ہوئی انسانیت کو اس مصیبت سے نجات دلاسکیں۔ ہم مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر یہ عالم اپنے لئے حقیقی سعادت اور پائدار امن و سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ خالقِ کائنات اللہ جل جلالہ کی ان آسمانی تعلیمات کی طرف رجوع کرے جو ہر طرح کی بے اعتدالیوں اور ظلم و جور سے پاک و صاف ہیں۔ اور ہر طرح کی انسانی کتر بیونت، فکری شعبدہ بازی اور تغیر و تبدل، ترمیم و اصلاح سے منزہ اور بالاتر ہیں۔ اور انہی تعلیمات و احکام الٰہیہ کی تکمیل و تتمیم کے لئے اسلام کا پیغام دنیا میں آیا ہے۔ اور اس نے ان تعلیمات الٰہیہ کی ہر پہلو سے ایسی مکمل، دقیق، ہمہ گیر اور جامع ترین تعبیر و تشکیل کی ہے اور انسانیت کی فلاح کے لئے ایک ایسا مکمل نظامِ زندگی پیش کیا ہے جو ہر ملک اور ہر قوم کے لئے سازگار ہے۔ اس میں مختلف ظروف و احوال کے لئے لچک بھی موجود ہے اور مختلف زمانوں کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چلنے کی صلاحیت بھی ہے اور ہر شعبۂ انسانی کی ضروریات کو ادلتے بدلتے مختلف حالات اور زمانوں میں، اور مختلف قوموں اور ملکوں میں پورا کرنے کی ضمانت بھی ہے"

(ماخوذ از کتاب: السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی ص ۳-۴ للاستاذ مصطفیٰ حسن السباعی مصری)

میاں شفیق الرحمن

روداد

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی کی کتاب

تذکرہ سیدنا معاویہؓ کی تقریب رونمائی

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی کا نام علمی اور تحقیقی دنیا میں اب محتاجِ تعارف نہیں۔ حویلیاں جیسے مردم خیز علاقہ میں وہ اپنے اسلاف کی نشانی بن کر ابھرے اور کئی دینی، علمی اور تاریخی موضوعات پر مختلف کتابیں تالیف کر کے علم کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہیں۔

۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کو ان کی تازہ ترین تالیف "تذکرہ سیدنا معاویہؓ" کی تقریب رونمائی جامع مسجد حویلیاں میں منعقد ہوئی۔ نمازِ ظہر کے بعد تقریب کا آغاز ہوا جو نمازِ عصر تک جاری رہی۔ تقریب کی ترتیب کچھ اس طرح تھی۔

صدارت: سید محمد کفیل بخاری۔ مہمانِ خصوصی: مولانا عطاء اللہ بندیالوی، جناب سید محمد ایوب شاہ کاظمی سٹیج سیکرٹری تھے۔ مولانا قاری عبدالباقی صاحب کی تلاوتِ قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا اور محمد اقبال خان سواتی نے نظم سنائی۔

جناب مولانا سید افسر علی شاہ صاحب نے تمہیدی کلمات ارشاد فرمائے اور تقریب کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن خورشید علوی نے مختصر خطاب میں سیدنا معاویہؓ کو خراجِ تحسین پیش کیا اور محترم پروفیسر طاہر الہاشمی کی دفاعِ صحابہ کے لئے خدمت پر انہیں مبارکباد پیش کی۔ حضرت مولانا الطاف الرحمن نے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ ہمیں دفاعِ مقام صحابہؓ کے لئے اپنی توانائیوں کو وقف کر دینا چاہیئے۔ قاطع سبائیت حضرت مولانا ابوریحان سیالکوٹی نے اپنے انتہائی مفصل اور مدلل خطاب میں، خلافت، خلافت راشدہ، ناصبی، خارجی سبائی، خلافتِ موعودہ اور آیت استخلاف جیسے اہم عنوانات پر پوری شرح و بسط کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ مہمانِ خصوصی مولانا عطاء اللہ بندیالوی نے مقام و منصب صحابہ پر مؤثر خطاب فرمایا۔ صدرِ تقریب سید محمد کفیل بخاری نے جناب قاضی طاہر الہاشمی اور منتظمین تقریب کا شکریہ اداء کیا اور انہیں دفاعِ صحابہ کی جدوجہد پر زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کا وہ مضمون سامعین کو پڑھ کر سنایا جو اس تقریب کے لئے انہوں نے خاص طور پر لکھا تھا (۱) آخر میں محترم پروفیسر طاہر الہاشمی نے تمام مقررین کا شکریہ اداء کیا اور مولانا محمد سعید صاحب کی رقت انگیز دعا کے ساتھ تقریب اختتام پزیر ہوئی۔

(۱) حضرت شاہ جی کا یہ مضمون آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

قلم برداشتہ

سید عطاء المحسن بخاری

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر!

تمام صحابہ عین حق اور معیار حق ہیں

پروفیسر محمد طاہر الہاشمی کی تازہ ترین کتاب "تذکرۂ سیدنا معاویہؓ" حال ہی میں منصۂ شہود پر آئی ہے۔ ۶ستمبر ۱۹۹۵ء کو جامع مسجد حویلیاں (ہزارہ) میں کتاب کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری اپنی علالت کے باعث تقریب میں شریک نہ ہوسکے مگر مدیر نقیب نے آپ کا یہ مضمون پڑھ کر سامعین کو سنایا جو خاص طور پر اسی تقریب کے لئے لکھا گیا تھا۔ افادۂ عام کے لئے اب اسے ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

ہمارے مذہبی و مسلکی معاشرے کا عام رجحان یہ ہے کہ دیوبندی علماء بریلوی علما، غیر مقلد علماء اپنی اپنی تحقیقات میں اور اپنی اپنی ترجیحات میں جو لکھ دیں جو کر دیں وہ مستند و معتبر ہے اور اگر ان کی اس رائے سے اختلاف کیا جائے یا اسکو غلط کہدیا جائے تو الزام لگا دیا جاتا ہے کہ یہ شخص بزرگوں کا گستاخ ہے اور یہ "تہمت" لگانے والے خصوصاً وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو موحّد، اللہ پرست، توحید الٰہی کو سمجھنے، ماننے میں یگانۂ عصر جاننے اور سمجھانے میں یکتائے روزگار کہتے اور منواتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اعلیٰ درجے کے اسلاف پرست اور بزرگ پرست ہیں۔ اور بزرگوں کا فکری بت بنا کر اسکی پرستش سے بھی باز نہیں آتے۔ عالم یہ ہے کہ اس بزرگ پرستی میں اور اسلاف پرستی میں ہمارے دیوبندی، اور اہل حدیث (غیر مقلد) بھائی، بریلوی بھائیوں سے بھی آگے نکل گئے ہیں اور بزرگوں کے ایسے ایسے قصے سناتے ہیں، ایسی ایسی کرامات بتاتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کے ڈپلیکیٹ دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس سے انکی غرض شخصیت سازی ہے اور شخصیت کا ایک ایسا دائرہ بنانے کی مذموم کوشش ہے جس میں معتقدین و متوسلین گھر کے رہ جائیں اور گھٹ کے مرجائیں اور یہی اس کاوشِ نامسعود کی منشاء ہوتی ہے حالانکہ عقائد، فرائض، واجبات، سنن یا دیگر دینی احکام کے علاوہ دین میں توسع موجود ہے۔ خصوصاً تاریخی روایات یا تاریخی آراء و قصص کے بارے میں۔ مثلاً سیدنا معاویہؓ کے بارے میں بزرگ پرستوں اور اسلاف پرستوں کے ترکشِ طعن و تشنیع کا کمزور سے کمزور تیر یہ ہے

"کہ سیدنا علیؓ و سیدنا معاویہؓ کے مشاجرات میں آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا ورنہ یہ لاینحل عُقدہ ہے اسکو حل کئے بغیر اہل سنت والجماعت کا موقف نکھر کے سامنے نہیں آتا"

اسمیں پھر ان بزرگ پرستوں اور اسلاف پرستوں کا آپس میں اختلاف ہے۔ خیالی بت پوجنے والا ایک گروہ کہتا ہے "کہ حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اختلاف عنادی تھا" دوسرا گروہ جو محض بزرگوں کی لکیر کا نابینا فقیر

ہے، کہتا ہے کہ "یہ اختلاف اجتہادی تھا اور یہ کہ حضرت معاویہؓ کا یہ اختلاف اجتہادی خطا ہے"۔ مزے کی بات یہ ہے کہ کہنے والے سب کے سب تقریباً عجمی ہیں۔ خواہ وہ نام نہاد اہل سنت ہوں یا شیعہ اور اس قضیہ میں دونوں کی رائے قضیہ نامرضیہ ہے مگر کیا کہنے ہیں بزرگ پرستی کے کہ یہ نابینا بزرگ پرست اپنے ان عجمی بزرگوں کو بچانے کی فکر و کاوش میں یہ بات بھول جاتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں کہ جن اشخاص و افراد کو یہ بزرگ جانتے اور مانتے ہیں یہ ان مسلکوں کے بیماروں کے خود ساختہ لوگ ہیں اور جس شخصیت گرامی کے اجتہاد کو خطا یا عناد کہتے ہیں وہ اللہ کے چنے ہوئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ان کا تزکیہ کیا، ان کے ظاہر و باطن کو اجالا، ان کی عدالت کی تصدیق کی، ان کو راشد و ھادی بنایا، ان کو مومنِ حقیقی کہا، انہی کو مفلحین و فائزین کہا، ان کی دنیا کو معیار قرار دیا، صینِ دین فرمایا، ان کی آخرت پر اللہ کی رضا کی مہر لگا دی، یقینی بنا دی، انہیں شک و ارتیاب سے، وہم و گمان سے ماورٰی کر دیا اور ان کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا پرتو بنا دیا۔ اور جن لوگوں کو یہ لوگ معیار بناتے ہیں ان کی عاقبت کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ ان کی دنیا کے اعمال تولے جائیں گے پھر فیصلہ ہو گا اور صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے نسبتِ بلند کے عوض تولے جائیں گے۔ پھر کون ہے جو آفتاب رسالت کے ایسے ماہ مبین کے سامنے عجم کے چراغ جلا سکے۔ دیوبندی علماء یا بریلوی علماء یا سلفی علماء معیار حق نہیں بلکہ معیار حق تو صرف صحابہ کرامؓ ہیں یہ سارے عجمی طبقے بتاتے، پڑھاتے یہی ہیں۔ کیونکہ ان کا رزق اسی اظہار عقیدت سے وابستہ ہے مگر جونہی ان کی اس ژولیدہ فکر کی تردید کی جاتی ہے، ان عجمی سکہ بند ڈبوں اور ڈبہ پیروں کو تنقید کی سان پر چڑھایا جاتا ہے تو یہ اعجام و اسقام بزرگی کی دُھائی ڈال دیتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کو حق سمجھ کے خلافت دی یا عنادی و خاطی سمجھ کے؟ انکی خلیفۂ رسول ﷺ سمجھ کے بیعت کی یا بادشاہ سمجھ کے؟ سیدنا معاویہؓ، صدیق اکبرؓ کے بعد وہ واحد صحابی ہیں جن کی صحابہؓ کے تمام طبقات نے بیعت کی۔ کیا انہوں نے بھی سیدنا معاویہؓ کو عنادی یا خاطی سمجھ کے بیعت کی؟ کیا کسی بڑے یا چھوٹے صحابی نے انہیں خاطی کہا؟ کیا سیدنا معاویہؓ مجتہد مطلق نہ تھے؟ کیا ان کے اجتہاد کے سامنے کسی عجمی غیر مجتہد کی بات کو معتبر و مستند مانا جائے گا؟ کیا یہ دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد مسلمان، بڑے یا چھوٹے کسی مرجوع القول صحابی کے مقابلے میں بھی معتبر و مستند ہیں؟ میں پوچھتا ہوں صحابی کے اجتہاد کے مقابلے میں آئمہ اربعہ کے اجتہاد کو بھی فوقیت دی جا سکتی ہے؟ اور ایسا کسی نے کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو دلیل کیا ہے؟ تمہارے عجمی سازشی بزرگوں کی بات نہ مانی جائے تو بزرگوں کی گستاخی ہو جاتی ہے اور تم عجمی مریدین اور تمہارے عجمی بزرگ، صحابہؓ کے اجتہاد و اجماع سے روگردانی بھی کریں تو تمہارا کچھ نہیں بگڑتا؟ تمہیں کچھ نہیں ہوتا؟ تمہارا ٹائیٹل نہیں بدلتا؟ جو ہفوات تم عجمی لوگ لکھتے ہو یہی کوئی اور لکھے تو وہ شیعہ، رافضی، ملحد، زندیق لیکن تم دیوبندی، بریلوی، سلفی جو چاہے کہتے لکھتے رہو، تم پکے اہل سنت والجماعت؟ سنت تو ان کے رشد و ہدایت کو تسلیم کرنا ہے، صرف سنت رسول نہیں بلکہ اللہ کا حکم ہے کہ ان کی اتباع کرو اور بغیر دلیل پوچھے کے اتباع کرو! تم یہ سب رونے چھوڑ کر،

(بقیہ ۲۱ پر)

ملی یکجہتی کونسل کے مضرات

اس وقت مملکت خداداد پاکستان کے اضطراب اور انار کی کی جو کیفیت ہے وہ ہر صاحب بصیرت و شعور کے سامنے عیاں ہے۔ دیہی زندگی ہو یا شہری، بلاامتیاز حیات انسانی غیر یقینی کیفیت سے دوچار ہے۔ وہ بلاد کہ جنکے متعلق یہ تصور تھا کہ یہ امن کا گہوارہ ہیں آج وہ بلادریغ آتشیں اسلحہ کے استعمال کے باعث مقتل انسانی کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ احترام انسانیت کا تصور قصۂ پارینہ کی طرح طاق نسیان کی زینت بن چکا ہے۔ آخران ہولناک مناظر کا پس منظر کیا ہے؟ فرنگی آقاؤں کی دانشکدہوں میں شریعت بےزار تعلیم حاصل کرنے والے افراد اور سیاسی گرگے یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ اس تمام شر و فساد کا سرچشمہ مذہبی تناؤ کی تنگ نظری اور فرقہ واریت ہے۔

سوفسطائیت گزیدہ اور گم کردہ راہ ہدایت، فرقہ کا اصول ہے کہ کذب بیانی اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہاری خلاف حقیقت بات کو مبنی بر حقیقت تصور کریں۔ اس وقت ہمارے سیاستدان اسی نظریہ پر عمل پیرا ہیں۔ کیا پی پی پی اور مسلم لیگ کا تصادم اور ہوس اقتدار کی رسہ کشی فرقہ واریت ہے؟ صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی سے اجلاسوں میں آئے دن حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا ایک دوسرے کے خلاف حیاسوز اور اخلاق سے گرے ہوئے جملوں اور گالی گلوچ کا تبادلہ، کیا یہ بھی مذہبی تناؤ ہے؟ کیا کوئی سیاسی دانشور یہ بتا سکتا ہے کہ پاکستان کا دو نیم ہونا کسی مذہبی فرقہ کے تناؤ کا ثمرہ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس تمام بگاڑ اور فتنہ و فساد کا سرچشمہ سیاسی تصادم اور ہوسِ اقتدار کی دوڑ کا عملِ مسابقت ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ پاکستان میں مذہبی فضا تنافر کے جراثیم سے آلودہ۔ لیکن ملک کی تباہی و بربادی اور امن و سکون کی غارتگری کو مذہبی منافرت سے وابستہ کرنا حقیقت کے خلاف ہے۔ پھر بھی اس مذہبی تنافر کو ختم کرنے کے لئے، مذہبی رہنماؤں نے ہر زمانہ میں کوشش کی ہے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل مولانا عبدالستار نیازی نے اس مذہبی تنافر کے خاتمہ کے لئے

"اتحاد ملت کے لئے ۱۴ نکاتی فارمولا"

کے عنوان سے ایک تجویز پیش کی تھی۔ نیازی صاحب کی اس اتحادی تجویز کا دائرہ عمل دیوبندی بریلوی اور اہلحدیث حضرات کے اختلافات کو محیط تھا۔ مولانا نیازی صاحب کے اس فارمولا کو ناقص تصور کرتے ہوئے مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی نے ان الفاظ کے ساتھ اس پر تبصرہ کیا۔

مولانا عبدالستار نیازی کے فارمولے کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ اتحاد ملت کا وسیع مقصد اس فارمولے کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس میں صرف مذہبی فرقوں اور وہ بھی دیوبندی، اہل حدیث اور بریلوی۔ صرف تین فرقوں کے اتحاد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے حالانکہ ان فرقوں کے باہمی اختلافات سے

زیادہ ملک کے امن و امان اور سکون کے برباد کرنے کا ذریعہ وہ اختلاف ہے جو اہل تشیع اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان ہے جسکی وجہ سے فسادات و تنازعات رونما ہو کر ملکی سطح پر امن و امان کا مسئلہ پیدا کر رہے ہیں مگر اس فارمولے میں ان فسادات اور اختلافات کے حل کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی اس لئے یہ فارمولا صرف مذہبی فرقوں کے اتحاد کی حد تک بھی کوئی جامع نظام عمل پیش نہیں کرتا۔ ترمذی صاحب کے اس جذبۂ وسیع الظرفی کے پیش نظر ہم نے اپنے ایک مضمون کے ذریعہ اس وقت سوال کیا تھا کہ آپ کسی ایسے مرکز ثقل کی نشاندہی کرسکتے ہیں کہ جسکی بنیاد پر اہل سنت اور روافض کے درمیان اتحاد ہو سکتا ہو جبکہ روافض اور اہل سنت کے درمیان بنیادی عقائد کا تضاد ہے اور سب سے پہلے جس فرقہ نے اسلام کے خلاف حزب اختلاف کا کردار ادا کیا ہے وہ روافض ہی ہیں۔

اس کے بعد جمعیت علماء اسلام فضل الرحمن گروپ کے پارلیمانی لیڈر مولانا محمد خان شیرانی نے ایک موقعہ پر روافض کے ساتھ اتحاد کرنے کا یہ مظاہرہ کیا کہ ایک محترق رافضی کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ مولانا کے اس غیر شرعی قبیح کردار پر باحمیت افراد کی جانب سے جب گرفت کی گئی تو بجائے اس کے کہ اعتراف جرم کر لیتے آپ نے ان لوگوں کے خلاف زبان طعن و تشنیع دراز کرنا شروع کر دی۔ صحابہ و ازواج مطہرات کی توہین کرنے والوں کی اس توقیر کے باعث شیرانی صاحب اس طرح قعر مذلت میں حیات مستعار کے لمحات بسر کر رہے ہیں کہ ان کا وجود ہی باعث عبرت ہے۔ اب حال ہی میں بعض علماء کرام نے فرقہ واریت کے استیصال اور قیام امن کے لئے بیس جماعتی اتحاد سے "ملی یکجہتی کونسل" کے عنوان سے ایک انجمن تشکیل دی ہے اس کونسل میں مختلف عنوانات سے روافض کی پانچ انجمنیں شریک ہیں۔ رفض و سبائیت کی تحریک کو ملت کے فرقوں میں شمار کرنا اصولی غلطی ہے کیونکہ یہ ایک سیاسی تحریک ہے جو کہ عبداللہ بن سبا یہودی کی اسلام کے خلاف زیر زمین سازش کا نتیجہ ہے اور پولوس یہودی کی عیسائیت کے خلاف سازش کا چربہ ہے۔ اس کو ملت اسلامیہ میں شمار کرنا سنگین نوعیت کی غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد اور سبائیت کے بنیادی عقائد کے درمیان تضاد ہے۔ بنیادی عقائد میں سے کوئی ایسا عقیدہ نہیں جسکو مرکز ثقل کی حیثیت حاصل ہو۔ ان کا تصور خلافت بھی اسلام کے تصور خلافت سے متضاد ہے۔ اس لئے کہ ان کے تصور کی بنیاد "ولایت فقیہ" جیسے ملحدانہ نظریہ پر مبنی ہے اور روافض کے نزدیک ولایت فقیہ کا مطلب یہ ہے کہ "المهدی المنتظر" کی غیبت کبریٰ کے زمانہ میں شیعہ مجتہدین کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام آخر الزمان یعنی امام غائب کے نائب اور قائم مقام ہونے کی حیثیت سے نظام حکومت حاصل کرنے کی جدوجہد کریں اور جب اس طرح کسی مجتہد کو نظام حکومت حاصل ہو جائے تو اس کی حیثیت امام ہی کی طرح واجب الاطاعت ہو گی۔ اور اسلام کا تصور خلافت یہ ہے کہ خلیفہ وقت شرعی احکام کے نفاذ میں نبی کریم ﷺ کا نائب ہوتا ہے۔

الخلافة هی الرياسة العامة فی التصدی لاقامة الدين باحياء العلوم

ہے وجہاد ۃ ارکان الاسلام والصیام بالجہاد و مایتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائہم من الفئی والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامربالمعروف والنہی عن المنکر نیابۃ عن النبیؐ (ازالۃ الخفاء ج١ ص٢)

ترجمہ:- خلافت ایک ایسی ریاست عامہ ہے جس سے مقصود احیاء علوم دینیہ کے ساتھ اقامت دین اور ارکان اسلام کا قائم کرنا اور جہاد کا قیام اور جہاد کے متعلق جو امور ہوں جیسے لشکروں کی ترتیب، مجاہدین کے مشاہرات کا تقرر اور مال فئی سے ان کو حصہ دینا، قاضیوں کا تعین اور اقامت حدود اور مظالم کا انسداد، نیکی کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا- خلیفہ وقت امور خلافت کی نجام دہی میں نبی کریم ﷺ کا نائب ہوگا-

اسلام کے تصور خلافت اور روافض کے تصور خلافتہ کے درمیان جب موازنہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان کے نزدیک "الامام المنتظر" نبی کریم ﷺ کے منصب پر فائز ہے- اور یہ تصور صراحتۃً عقیدہٗ ختم نبوت کے منافی ہے-

"ملی یکجہتی کونسل" کا ضابطہٗ اخلاق سترہ شقوں پر مشتمل ہے- اس کی شق نمبر ۴ کے سیکشن (الف) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و حرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور آنحضور ﷺ کی کسی طرح کی توہین کے مرتکب فرد کے شرعاً وقانوناً موت کی سزا کا مستحق ہونے پر ہم متفق ہیں سیکشن (الف) کی یہ عبارت روافض کی ان تمام روایات اور عبارات کو محیط ہے جن میں نبی کریم ﷺ کی توہین کے جرم قبیح کا ارتکاب کیا گیا ہے خصوصاً زمانہ حال کے ان کے انقلابی لیڈر- خمینی خذلہ اللہ ولعنہ کی وہ عبارات جو کہ اس کی کتاب "الحکومت الاسلامیہ" میں الولایت التکونیتہ" کے زیر عنوان ہیں- کیا روافض ضابطہ اخلاق کی اس شق کے پیش نظر اپنے ان آئمہ ضلال وذلت اور خصوصاً خمینی کی ان عبارات سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے ان لوگوں پر توہین رسالت کے جرم کا حکم ثبت کرتے ہیں کہ نہیں؟

اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہوگا تو پھر ان مقتدر علماء کرام سے سوال ہے جنہوں نے ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کیا ہے کہ روافض کے اس انحراف کے بعد کونسل میں ان کی شرکت کے استحقاق کی کیا حیثیت باقی ہے؟

اور پھر اسی شق کے سیکشن (ب) میں ہے کہ

عظمتِ صحابہؓ کرام اور خلفاء راشدین ایمان کا جزٗ ہے- ان کی تکفیر کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان کی توہین و تنقیص حرام اور قابل مذمت وتعزیر جرم ہے-"

اس شق کے متعلق مرید عباس یزدانی (سپاہ محمد) کا بیان ہے کہ "ہم اس کو نہیں مانتے"

اور غلام رضا نقوی کا بیان ہے کہ

"خلفائے راشدین" کے الفاظ حذف کئے جائیں ورنہ ملی یکجہتی کونسل کا بائیکاٹ کریں گے"

ان عنادی بیانات کے بعد بھی اس ضابطۂ اخلاق کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ اور پھر ضابطۂ اخلاق کی اسی شق پر ہم پھر ان الفاظ کو دھراتے ہیں کہ روافض کی جن کتب میں صحابہ کرام اور خلفاء راشدینؓ کی تکفیر کی گئی ہے، وحدۃ اسلامی میں شریک ہونے والے یہ رافضی کیا ان عبارات سے براۃ کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ کی تفسیق و تکفیر کرنے والے ان زنادقہ پر تکفیر کا حکم ثبت کرتے ہیں کہ نہیں؟

اور شق نمبر ۵ میں ہے کہ

ایسی ہر تقریر و تحریر سے گریز و اجتناب کیا جائے گا جو کسی بھی مکتب فکر کی دل آزاری اور اشتعال کا موجب بن سکتی ہے۔

اس شق کے پیش نظر روافض کی اختراع کردہ اذان ممنوع ہونی چاہیئے لیکن ابھی تک اس شق پر عمل نہیں ہوا۔ وہ ضابطۂ اخلاق ہی کیا ہوا جس پر وہ شریک کہ جنکی تمام تر مصروفیات ہی تخریب کاری اور فتنہ انگیزی پر مبنی ہوں، عمل پیرا نہ ہو۔ حیرت و استعجاب ہے ان مقتدر علماء پر جو لبنی اس ناکامی کے باوجود اپنے آپ کو کامیاب تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ اس اذان میں "علی خلیفۃ بلافصل" کا کلمہ ایک خلاف حقیقت اعلان ہے اور اس میں تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف ایک غاصبانہ فعل کی نسبت کی جاتی ہے اور اس طرح کا یہ جھوٹا اور صحابہ کی طرف غاصبانہ فعل کی نسبت کرنے والا اعلان مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال کا موجب ہے۔ اس لئے کہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت، خلافت بلافصل ہے اور اسکی حقانیت اور صداقت پر بشمول سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہؓ کا اجماع ہے اور اسی طرح سیدنا عمرؓ کی خلافت پر بھی اجماعِ صحابہؓ ہے جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی نامزدگی کے باعث منعقد ہوئی اور پھر سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت بھی اجماع پر مبنی ہے۔ ان خلفاء ثلاثہ کے بعد سیدنا علیؓ کی خلافت کا درجہ ہے اور ان کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ میں شمار ہوتی ہے اور آپ کا شمار خلفاء راشدین میں خلیفۂ رابع کی حیثیت میں ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس اجماعی عمل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا انعقاد صحابہؓ کے اس اجماعی عمل کا ثمرہ ہے۔ اور پھر ان خلفاء راشدین کے زمانۂ خلافت میں سیدنا علیؓ کے عمل اور تسلیم و انقیاد سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک بھی ان آئمہ رشد و ھدیٰ کا دور خلافت شریعت کے واضح احوال پر مبنی تھا۔ لیکن روافض کا یہ اختراعی کلمہ یعنی "علی وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس اجماعی عمل کی نفی کرتا ہے۔ پھر مزید یہ کہ قرآن مجید کی نصوصِ صریحہ صحابہ کرام کی عدالت، عفتہ اور ان کے معیار حق ہونے پر حجت قاطعہ ہیں۔ لیکن روافض کا کلمہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو معاذ اللہ غاصب ثابت کر کے ان کی عدالت اور ان کے معیار حق ہونے کی نفی کرتا ہے۔ اس فرقہ کو کہ جس کا نام ہی اسلام کی نفی ہے، ملت اسلامیہ میں شمار کرنا کتنا جرم عظیم ہے۔

اور ضابطہ اخلاق کی شق نمبر ۱۵ میں ہے کہ

مشترکہ عقائد و نکات کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

اس شق کے پیش نظر "ملی یکجہتی کونسل" کے اربابِ علم سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ روافض اور اہل سنت کے درمیان وہ کونسے مشترکہ عقائد ہیں کہ جن کی تبلیغ واشاعت کا آپ اہتمام کریں گے۔ اساسی عقائد میں سے سب سے پہلے خداوند قدوس کی توحید کا عقیدہ ہے۔ لیکن روافض کے نزدیک تکوینی اور تشریعی امور میں آئمہ معصومین اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہیں..... تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا،

عقیدۂ رسالت بھی ان کے نزدیک وہ معتبر نہیں جو کہ اہل سنت کے نزدیک اساس ایمان ہے۔ اور تحریف قرآن کا عقیدہ تو ان کے نزدیک مسلّمہ عقیدہ کی حیثیت میں ہے اور صحابہ کرام رضوان للہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ذواتِ قدسیہ کو جنکے ایمان پر ہمارے ایمان کی مدار ہے۔ روافض کے نزدیک وہ صرف دولت سے محروم نہیں بلکہ ظالم اور غاصب ہیں (العیاذ باللہ)

فلعمری لقد نافقا قبل ذالک وردّا علی اللہِ عزوجل ذکرہ کلامہ وھزیا برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وھما الکافران علیھما لعنۃ اللہ والملائکہ والناس اجمعین (کتاب الروضہ ص ٦٢ طبع لکھنؤ بحوالہ ارشاد الشیعہ ص ٢٩)

ترجمہ:۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ابوبکر و عمر اس سے پہلے ہی منافق تھے اور ان دونوں نے اللہ کے کلام کو رد کیا اور دونوں نے آنحضرت ﷺ سے استہزاء کی اور وہ دونوں کافر ہیں۔ ان پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (العیاذ باللہ)

کیا "ملی بھگت" کے علماء اہل سنت اس ملعون تحریر کا سامنا کر سکتے ہیں؟

تتبع اور تفحص کے بعد صرف ایک ذات قدسی صفات سیدنا علیؓ کے متعلق اشتراک معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ بھی حقیقۃً اشتراک نہیں کیونکہ روافض کے نزدیک سیدنا علیؓ الوہیت کے پردے میں ہیں اور اہل سنت کے نزدیک یہ عقیدہ کفر ہے۔ روافض کے نزدیک وہ وصی رسول اور خلیفۂ بلافصل ہیں اور یہ عقیدہ ان کے نزدیک ایمانیات میں داخل ہے، اسی لئے ان کا کلمہ اہل سنت کے کلمہ سے جدا ہے۔ لیکن اہل سنت کے نزدیک یہ عقائد مفتریات میں داخل ہیں اور امام مجدّد الف ثانی قدس سرہ اپنے رسالہ ردّ رفض میں روافض کے وجوہات تکفیر میں اس امر کو بھی موجباتِ کفر میں شمار کرتے ہیں کہ شیعہ حضرت پیغمبر ﷺ کے بعد امام حق حضرت علی کو جانتے ہیں اور اس عقیدہ پر ہیں کہ امامت ان میں اور ان کی اولاد میں سے باہر نہیں جاتی اور اگر جاتی ہے تو محض ظلم و تعدی کے ذریعہ۔ یہ وہ حقائق ہیں کہ جن کی بنیاد پر ہمیں یقین کامل حاصل ہے کہ "ملی یکجہتی کونسل" میں جن علماء اہل سنت نے روافض کو ملت اسلامیہ کا حصہ تسلیم کر کے ان کو شامل کیا ہے انہوں نے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاوارزقنا اجتنابہ

سید عطاء المحسن بخاری

جناب خالد ہاشمی سے ایک ملاقات

روزانہ کا معمول یہ ہے کہ ناشتہ سے فارغ ہو کر آٹھ بجے کے قریب مدرسہ معمورہ کے لان میں لسوڑے کے نیچے آ بیٹھتا ہوں وہیں کوئی صورت تحریر پیدا ہو جاتی ہے اس تحریر کی تشکیل بھی وہیں ہوئی۔

حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں کا والہانہ لگاؤ خداداد بات تھی۔ ایسے افراد زندگی میں بہت ملے اور دیکھے جن کے آنسوان کی یاد میں آج تک خشک نہیں ہوئے۔ وہ جب بھی انہیں یاد کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عزیز ترین شخصیت ان سے جدا ہو گئی ہے وہ لوگ اس شخصیت کے فراق کو ۳۵ برس گزرنے کے بعد بھی فراق تازہ جانتے ہیں ان کا دامن صبر آج بھی آنسوؤں سے تر ہے اور دل فراق کا غم کدہ ۱۷ اگست ۱۹۹۵ء محبت کے انہی پیکروں میں ایک بزرگ ملے۔ وہ ان کی وفات کے بعد مجھے کبھی نہیں ملے آج اچانک تشریف لے آئے۔ خشخشی ڈاڑھی منہ دانتوں سے محروم، چہرہ بڑھاپے کے باوجود تر و تازہ، ایمان کی جگمگاتی روشنی سے خدوخال منور، ایک کشش آج بھی اس روئے دل نواز میں ہے۔ بھار تیں ڈالنے لگے۔ میں نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا

آپ کا نام.....؟

جواب: خالد ہاشمی

معاً میرے دماغ کا کمپیوٹر آن ہو گیا۔

میں نے دوسرا سوال کیا۔

آپ ہی وہ بزرگ ہیں جو حضرت خواجہ فرید کی کافیاں لَے سے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کو سنایا کرتے تھے؟

جواب: جی ہاں

آپ ایک فارسی غزل بھی لہک لہک کے سنایا کرتے تھے؟

جی ہاں

غالباً اسکا پہلا مصرع کچھ یوں تھا

تیر بکس مزن، بزن در دلِ داغدارِ من

میں نے پیار سے ان کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا

جناب یوں بھی گم ہوا کرتے ہیں؟

عدم تعلق میری بے نصیبی ہے۔ آپ کا یوں غائب رہنا ہمارے لئے بہت قلق کا باعث ہے۔ پچھلے دنوں

میں بہاولپور گیا تو ایک جگہ آپ کی یاد نے آلیا۔ میں نے دوستوں سے تذکرہ کیا اور یہی مصرع پڑھ کے بھی سنایا اور آپ کو یاد کیا۔ وہاں میں کہتا رہا کہ کاش وہ بزرگ کہیں سے دستیاب ہوں تو ان کی یادوں کا "دستہ بو" تیار کروں۔ مجھے نہ تو آپ کا نام نامی یاد تھا اور نہ ہی اتا پتا۔ لیجئے پہلے اپنا پتا لکھیئے، پھر وہ فارسی غزل اپنے ہاتھ سے لکھ دیجئے۔

قارئین آپ بھی اس تحفہ کی خوشبو سے اپنی شامہ کو معنبر کریں۔ ہاشمی صاحب نے قلم سنبھالا اور پروفیسر منیر احمد کی یہ غزل لکھ دی۔

تیر بکس مزن بزن بر دلِ داغدارِ من
سیرِ چمن مبیں ببیں سینۂ لالہ زارِ من
ہمچو کہ بلبلے بگل عاشقِ آں نگار شو
دل بہ کسے مدہ بدہ بر خدوخالِ یارِ من
بندۂ عشق گر شوی نامِ صنم وظیفہ کن
سر بدرِ سے منہ بنہ بردرِ آں نگارِ من
گر بجہاں گزر کنی پند منیر گوشدار
عیب کسے مجو بجو صنعتِ کردگارِ من

(بقیہ از ۱۴)

سنت مبارکہ ترک کر کے پھر سنی کے سُنی اور تابعدار سُنی؟ جماعت صحابہؓ کی مخالفت و مزاحمت کر کے پھر بھی اہل سنت والجماعت؟ واہ ری جماعت ترا کیا کہنا؟

یاد رکھو! تم سُنیوں کے جتنے بھی طبقاتِ شائستہ یا ناشائستہ ہیں، تم تمام عنادی خاطی۔ تمہارے بزرگ گرگِ باراں دیدہ عنادی وخاطی، باطل، فاسق اور ضال و مضل ہیں۔

سیدنا معاویہؓ اور ان کے بیعت کرنے والے تمام صحابہؓ و تابعین حق، بلکہ عینِ حق اور معیار حق ہیں۔ یہی ہمارا ایمان ہے، اس پر ہم سختی سے قائم ہیں، صحابہؓ ہماری قرآنی شخصیات ہیں۔ جبکہ تمہاری شخصیات عجمی، سازشی اور منحرف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غیر مشروط اتباع، احترام اور دفاع کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

مولانا منظور احمد چنیوٹی تصحیح فرمالیں!

امیر شریعت نے مجلس احرارِ اسلام کو باقی رکھا تھا

ہفت روزہ تکبیر کے شمارہ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کا انٹرویو شائع ہوا، جسمیں مولانا نے ایک بات تاریخی طور پر غلط کہی ہے۔ مولانا نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"جب پاکستان بن گیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا کہنا تھا کہ ہمارا اختلاف مسجد بننے کی جگہ پر تھا، اب بن گئی ہے تو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی جماعت مجلس احرار اسلام ختم کردی۔"

مجلس احرار اسلام کو ختم کرنے والی بات کسی طور پر درست نہیں ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے نہ جماعت ختم کی، نہ کبھی اس کو ختم کرنے کا سوچا اور نہ ہی اپنی پوری زندگی میں احرار کو ختم کرنے کے حوالے سے کوئی ایک جملہ کہا۔ اس حوالے سے اگر کچھ فرمایا تو یہی کہ:

"مجلس احرار کا قیام و بقا بہر حال ایک شرعی امر ہے" (صدر احرار ماسٹر تاج الدین انصاری کے نام خط) دسمبر ۱۹۴۷ء

قصہ مختصر یہ ہے کہ:

جنوری ۱۹۴۹ء میں مجلس احرارِ اسلام کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں ملک کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر جماعت نے اپنی نئی پالیسی وضع کی۔ اسی موقع پر "دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس" بھی منعقد ہوئی جسمیں نئی پالیسی کا اعلان اس وقت کے کنوینر قائد احرار شیخ حسام الدین رحمہ اللہ نے ایک قرار داد کی صورت میں کیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

"مجلس احرار اسلام آئندہ ملک کی انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لے گی اور اپنی سعی و عمل کو مسلمانوں کے دینی عقائد کو درست رکھنے، خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ اور تبلیغی سرگرمیوں تک محدود رکھے گی۔ نیز ملکی و قومی امور میں اپنی رائے ضرور دے گی۔" (حیات امیر شریعت، جانباز مرزا، صفحہ ۳۲۵)

یہ تھی وہ تاریخی قرار داد جس کی غلط تعبیر و تشریح گزشتہ سینتالیس برس سے کی جا رہی ہے۔ اور ایک خالی گروہ اس دروغ گوئی کی تبلیغ کے لئے اپنی پوری زندگیاں وقف کئے ہوئے ہے۔ نتیجۃً بعض لوگ اپنی کم علمی اور جہالت کی بنیاد پر اس دروغ گوئی کو ہی سند جان کر مکھی پر مکھی مارتے چلے آرہے ہیں۔ حالانکہ قرار داد میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ اور بعد کے واقعات اس بارے میں تمام شکوک و شبہات ختم کر دیتے ہیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس قرار داد کی تائید میں تقریر کی اور پھر وہ مرتے دم تک مجلس احرارِ

اسلام سے وابستہ رہے۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۸ء تک وہ مجلس احرار کے اسٹیج پر ہی سرگرم رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت میں بھی مجلس احرار کے تحت ہی فعال کردار ادا کیا۔

۶ جولائی ۱۹۵۳ء کو جماعت خلافِ قانون قرار دی گئی اور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء کو پابندی ختم ہوئی، ستمبر ۱۹۵۸ء کو ملتان میں مجلس احرار کا جلسہ ہوا جسمیں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے زندگی کا آخری خطبہ ارشاد فرمایا

اسی موقع پر مجلسِ احرار اسلام کی مرکزی عاملہ نے سیاست میں دوبارہ شرکت کی قرارداد منظور کی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے یہ بات سہواً کہی یا عمداً یا غلط فہمی کی بنیاد پر بہرحال غلط ہے۔ مولانا بھی تصحیح فرمالیں اور محترم قارئین بھی۔ اس موضوع پر راقم ایک مفصل مضمون اکتوبر ۱۹۹۴ء کے نقیب میں شائع ہوا اور اب نقیب کے امیر شریعت نمبر حصہ دوم میں بھی شامل ہے۔

(بقیہ از ص ۴)

ایک مقام پر، شبلی نعمانی کے متعلق لکھا ہے کہ..... "علمی تصنیف و تالیف کے میدان میں ہماری زبان کے سب سے بانکے شہسوار" !..... بعینہ، ہمیں بھی مولانا عتیق الرحمن سنبھلی مدظلہ کو "شہسوار" کہنے میں کوئی باک نہیں ہے۔

"مجھے ہے حکمِ اذاں" ..... مؤلف مدظلہ کی اپنی تصریح کے مطابق، ان کے منتخب علمی دینی، تنقیدی اور تاثراتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اسے "مجموعہ" کہوں یا "گلدستہ" ؟ فی الواقعہ یہ مجموعہ نہیں عطر مجموعہ ہے اور گلدستہ نہیں عطر گلدستہ ہے! حضور رسالت مآب ﷺ کے ایک سچے اور غیرت مند امتی، فہمِ قرآن میں منفرد ذوق سے متصف مفسر، جدید سیکولرازم کی فلسفیانہ موشگافیوں سے باخبر عالمِ دین، تجدید و احیاءِ دین کے نام پر تجدد پسندی کا ثبوت دینے والوں کے ناقد اور "وحدت ادیان" اور "انکارِ حدیث" کے فتنوں میں کارفرما الحادی زہرناکی کے مقابل کار تریاقی میں مصروف صاحبِ قلم کے ان مضامین کی ایک ایک سطر ایک ایک صفحہ پر جو چیز دلکشی کا باعث ہے، وہ ہے علمی تبحر، رفعتِ فکر، وسعتِ نظر اور خلوصِ دل! حضرتِ مؤلف نے بجا طور پر اپنی زبان اور لہجے کے اعتدال کا ذکر کیا ہے۔

ع..... ایک وہ ہیں جنہیں تحریر بنا آتی ہے

❀

جمہوریت ایک کفر ساز، کفر پرور، اور مشرکانہ نظام ہے

پاکستان میں دینی جماعتوں کے تشخص کو ختم کر کے

دو جماعتی سیکولر نظام لایا جارہا ہے۔

اسلام کا نفاذ جہاد کے بغیر ناممکن ہے۔

ابن امیرِ شریعت سید عطاء المؤمن بخاری کا ملتان میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب

جمہوریت ایک کفر ساز و کفر پرور مشرکانہ نظام ہے۔ اس نظام کے ذریعہ آج تک کہیں اسلام آیا ہے نہ آسکتا ہے۔ جو لوگ اس نظام کے ذریعہ اسلام کے نفاذ کی کوششوں میں مصروف ہیں وہ جھک مار رہے ہیں۔ وہ اپنا اور قوم کا وقت اور محنت دونوں ضائع کر رہے ہیں۔ وہ اسلام کے بارے میں نئی نسل کو اسوۂ رسول سے ہٹانے میں مرکزی کردار اداء کر رہے ہیں۔ پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ اور تمام مسلم ممالک کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اس نظام کی موجودگی میں اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کرنے والوں کو بری طرح کچلا گیا۔ پاکستان، مصر، شام، لیبیا، الجزائر، نائجیریا اور ترکی میں اس کفر پرور نظام کے حکمرانوں نے اسکی بد ترین مثالیں قائم کی ہیں۔ اللہ پاک نے جس پیغمبر آخر الزمان ﷺ پر دین کامل نازل فرمایا اسی پیغمبر آخر الزمان ﷺ نے دین کے نفاذ کا طریقہ بھی بتایا۔ وہ کیسا مسلمان ہے جو پیغمبر کو مانتا ہے اور پیغمبر کے نفاذ دین کے عمل یعنی جہا کو نہیں مانتا..... قبول نہیں کرتا۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ..... اسلام جہاد کے بغیر نہ آیا ہے نہ آسکتا ہے۔

ان خیالات کا اظہار مجلسِ احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید عطاء المؤمن بخاری نے جامع مسجد معاویہ ملتان میں "نفاذ اسلام..... مگر کیسے"؟ کے عنوان پر ۲۲ ستمبر کو اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان سمیت پوری مسلم دنیا میں غلبہ کفار، فتنہ و فساد اور امت میں انتشار کا سبب یہی مردود نظام ہے۔

آج امریکہ سمیت پورا عالم کفر و شرک پوری مسلم دنیا کو اسی کفر پرور مشرکانہ نظام میں جکڑے رکھنے میں پورا زور لگا رہے ہیں۔ یہ ہماری دینی غیرت کا امتحان ہے کہ ہم یہود و نصاریٰ کی غلامی قبول کرتے ہیں یا اس سے بغاوت کر کے اللہ کی غلامی کا نظام نافذ کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا اسلام تو بروں کو اچھا بناتا ہے اور یہ نظام اچھوں کو برا بنا دیتا ہے جب تک اس شیطانی کفر پرور مشرکانہ نظام کا ٹاٹ نہیں لپیٹ دیا جاتا اس وقت تک نہ تو امن قائم ہوسکتا ہے اور نہ ہی مسلمان اللہ پاک اور اسکے رسول ﷺ کا فرماں بردار بن کر زندگی گزار سکتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جمہوریت تاریخ کے حوالے سے شروع سے لیکر آج تک مشرکوں ہی کا وضع و اصلاح کردہ نظام چلا آرہا ہے۔ اس نظام کا کوئی حوالہ والہام کتاب و سنت سے ماخوذ نہیں ہے۔ یہ نظام انسان کو اللہ کے تحت حکمرانی پر بٹھانے کا فرعونی حوصلہ دیتا ہے۔ یہ نظام انسان کو قانون سازی کا حق دیتا ہے۔ جبکہ حکمرانی و قانون سازی صرف اللہ کا حق ہے اور کسی کا نہیں نہ کسی میں اللہ کے سوا یہ صلاحیت ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی رب العالمین نہیں اللہ کے سوا قانون سازی میں کوئی غیر جانبدار نہیں ہو سکتا یہ صفت صرف اللہ کی ہے۔ اسکے علاوہ اور جسکو بھی اس منصب حکمرانی و قانون سازی پر بٹھایا جائے گا وہ قطعاً قطعاً ایک عادلانہ و منصفانہ نظام نہیں دے سکتا۔ سوائے اسلام کے، دنیا کے کسی نظام میں عدل نہیں جس نظام میں عدل نہیں وہ کبھی بھی ایک فلاحی و مثالی اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل معاشرہ پیدا نہیں کر سکتا۔

انہوں نے قرآن و حدیث اور تاریخ کے حوالے سے بتایا کہ جمہوریت کے ذریعہ دنیا میں کہیں بھی فلاحی معاشرہ نہ قائم ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صرف روزگار اور علاج معالجے کی سہولتوں کا بہم پہنچانا ہی فلاح نہیں بلکہ دیکھا یہ جائے گا کہ اس نظام نے کیسے انسان پیدا کئے اور جو انسانی سوسائٹیاں قائم کی ہیں وہ اخلاقی طور پر کن اعلیٰ قدروں کی حامل ہیں۔ آج یورپ کے جن ممالک کو مثالی فلاحی ریاستوں کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے وہاں حرامی بچوں کی شرح پیدائش، جرائم کی شرح اور مجرموں کی تعداد میں آئے دن کا اضافہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ الجزائر کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ جہاں اسلامک سالویشن فرنٹ نے تمام جمہوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نوے فیصد کی واضح اکثریت سے الیکشن جیتا مگر انہیں اقتدار منتقل نہ کیا گیا اور بین الاقوامی غنڈے امریکہ اور جنسی دہشت گرد فرانس نے الجزائری فوج کے ذریعہ اسلامک سالویشن فرنٹ پر پابندی لگوائی، اور جمہوریت کے ان دعویداروں نے جنگل کے وحشی درندوں کی طرح مسلمانوں کا قتلِ عام کیا، ان کی بستیاں مسمار کیں، مساجد شہید کیں اور تعلیمی ادارے پیوند زمین کر دیئے۔ نائیجیریا میں یہی کچھ ہوا بوسنیا میں یہی ظلم ہو رہا ہے اور اب پاکستان میں نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرنے والے مخلص مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی ظلم ہو رہا ہے۔

انہوں نے دینی جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ وقت ان کے تدبر و شعور کے امتحان کا ہے۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت امریکہ پاکستان میں دو جماعتی سیکولر (بے دین) نظام نافذ کر رہا ہے جو دینی جماعتوں کے کردار کو ختم کرنے کی مکروہ سازش ہے۔ اس نظام کے ذریعہ دینی جماعتوں کو اپنا قومی اور ملی کردار اداء کرنے سے محروم کر دیا گیا ہے۔ پاکستان کی دینی جماعتوں کے سربراہوں اور کارکنوں کا فرض ہے کہ ان دونوں بے دین جماعتوں سے کلیتہً علیحدہ ہو کر اپنا الگ خود مختار محاذ قائم کریں اور نبی کریم ﷺ کی متعین کردہ نفاذِ اسلام کی راہ جہاد کو اپنائیں۔

انہوں نے کہا کہ افغانستان میں اسی جہادی قوت کے سامنے عالمی کفر کا ایک مضبوط ترین بت روس گر

کر ہمیشہ کے لئے پاش پاش ہو گیا۔ یہی جہادی قوت وجذبہ ہے جو کشمیر میں لڑرہا ہے اور برہمنی سامراج کا بت بھی اسی کے سامنے ٹوٹ کر رہے گا۔ جمہوریت کا مشرکانہ، کفر ساز و کفر پرور نظام انسان کو انسان کا غلام بناتا ہے جبکہ انسان کو اللہ پاک نے صرف اپنی غلامی و حکم برداری کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس مکروہ جمہوری نظام کو سوائے عملی جہاد کے اور کسی ذریعے سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ مسلمان، اسلام کے نفاذ کے لئے اس مردود نظام میں زانی، شرابی، جواری اور بے دین حکمرانوں سے صرف بھیک ہی مانگتا رہتا ہے جبکہ مسلمان کی ذمہ داری اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرنا نہیں بلکہ اس کا نفاذ و اجراء کرنا ہے۔

انہوں نے کافر مفکرین، روسو، کارلائل، ڈمنلے اکنیشیں اور مسلمان علماء و دانشور علامہ اقبال، مولانا اشرف علی تھانوی، سید سلیمان ندوی کے تحریری حوالوں سے جمہوریت کو اسلام و انسان دشمن، کفر پرور و کفر ساز نظام قرار دیا۔

انہوں نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے قاہرہ و بیجنگ کانفرنسوں کے عریانی و فحاشی کو پھیلانے کے ناپاک منصوبوں کو جہادی قوت سے نہ روکا تو پھر نہ ملک بچے گا اور نہ قوم

دعاء صحت

جانشینِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ گزشتہ چند برسوں سے فالج کے حملہ سے بسترِ علالت پر ہیں۔ ان دنوں وہ شدید بیمار ہیں اور قوتِ گویائی بھی باقی نہیں رہی

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی اہلیہ محترمہ فالج، شوگر اور بلڈ پریشر جیسی موذی امراض میں مبتلا ہیں۔ اور گزشتہ دوماہ سے شدید علیل ہیں

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت یابی کے لئے دعاؤں کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائیں (آمین)

ساغر اقبالی — طنز و مزاح

زباں میری ہے بات انکی

* میں پاکستانی عورتوں کے لئے نمونہ ہوں۔ (بے نظیر)

دلی شہر نمونہ..... وچوں مٹی اُتوں چُونہ

* پنجاب میں بغاوت کی صورتحال تھی۔ آئینی اقدام کیا۔ (لغاری)

اور سندھ میں صرف چار ماہ میں ۱۰۷۸ آدمی قتل کئے گئے وہاں آپ کا آئین کیوں خاموش ہے؟

* جنس کی تفریق ختم کر دی جائے گی۔ (وزیر اعلیٰ عارف نکئی)

آلاتِ جنس ختم کر دیئے جائیں گے۔

* کشمیر جلد حاصل کرلیں گے۔ (عبداللہ شاہ۔ وزیر اعلیٰ سندھ)

کراچی کی خیر منائیں۔ بابا!

* بے نظیر نے کراچی میں ہونے والی یوم دفاع کی تقریب میں شرکت نہیں کی۔ (ایک خبر)

موت کا خوف کتنا دہشت ناک ہوتا ہے۔

* کلرکوں کے مطالبات کیسے مانیں۔ سات ارب روپیہ چاہئیے۔ (وزیر داخلہ بابر)

ثقافتی ٹولوں۔ غیر ملکی دوروں اور اپنے اللّے تللّوں پر اربوں روپیہ ضائع کرنے کے بارے میں بھی کبھی سوچا؟

* لغاری۔ چٹھہ۔ نصر اللہ۔ مزاری۔ کھرل۔ کھر۔ فضل الرحمٰن سمیت ارکان اسمبلی کی بڑی تعداد نے انکم ٹیکس ادا نہیں کیا۔ (ایک خبر)

فتّو دے یار..... کوئی موچی کوئی کمہار!

* تینوں مسلح افواج کے نمائندوں نے مزارِ قائد پر حاضری دی۔ (ایک خبر)

کہ جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے۔ ہم اس پر شرمندہ ہیں۔

* رہائی..... مک مکا، یا کسی معاہدے کا نتیجہ نہیں۔ عورت کی حکمرانی پر کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ (اعظم طارق)

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

* پنجاب میں سپاہِ صحابہ کے شیخ حاکم علی وزیر بنا دیئے گئے۔

یہ بھی کسی معاہدے کا نتیجہ نہیں۔

کیا اذان بج رہا ہے؟ (بے نظیر)

سازِ وجداں سے سنو نغمۂ عرفان و یقیں
یہ وہ نغمے نہیں جو تم کو ربابوں میں ملیں

بے نظیر اور نواز شریف۔ اسلامی نظریات سے مخلص نہیں۔ ان کے فریق نہیں بنیں گے۔ (فضل الرحمن)
خو، مولانا! تو پر یہ امورِ خارجہ کمیٹی کا چیئرمینی.....؟

* راولپنڈی۔ اسلام آباد۔ بدکاری کے اڈے "شرفا" کی زیر نگرانی چل رہے ہیں۔ (ایک خبر)
یعنی بدکاری کے اڈوں پر اعتراض نہیں۔ "شرفا" پر اعتراض ہے۔

* ۱۹۹۳ء میں معاملہ طے کرانے والے اب خاموش کیوں ہیں؟ (اعجاز الحق)
منہ کھاوے تے اکھ شرماوے!

* بے نظیر لوٹے خرید رہی ہیں۔ (ضیاء الرحمن فاروقی)
ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔

* نواز شریف نے وٹو کو لوٹا کہا، اب اس سے منہ دھو رہے ہیں۔ (بے نظیر)
وہ تو وٹو سے استنجا بھی کر چکے ہیں۔

* پنجاب میں تبدیلی۔ جمہوری طریقے سے ہوئی۔ کسی کو شکایت ہے تو عدالت میں جائے (بے نظیر
"بی بی" کی عدالت میں کون جائے بابا! اور پھر آپ کے باوا کو بھی تو عدالت نے ہی پھانسی دی تھی۔

* اسمبلی میں اَن پڑھ اور شرابی بیٹھے ہیں۔ (شیر افگن)
لعنت ہے اس اسمبلی پر اور..... پر!

* پنجاب کی نئی کابینہ میں کرپٹ افراد کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ (بے نظیر کی صدارت میں فیصلہ)
اور کابینہ میں پنجاب کے "پھٹے ہوئے ولی" شامل کر لئے گئے۔

* غلام عباس نسوانہ نے ماڈل ٹاؤن سے نماز کے بہانے نکل کر بے نظیر سے ملاقات کر لی (ایک خبر)
"نماز کا بہانہ"..... لعنت بر پدرِ فرنگ

* صدر لغاری آئندہ ہفتے عمرہ ادا کریں گے۔ (ایک خبر)
"کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب؟

* رامے ارکان کی خریداری میں برابر کے شریک ہیں۔ (پرویز الٰہی)
گاؤں کی سادہ لوح لڑکی حنیفاں اور شہر کے مصور حنیف رامے میں اتنا فرق تو ہونا چاہیئے۔

* کلر کوں کے مظاہرے۔ بھٹو کی قبر پر ماتم! (ایک خبر)

کھنداں سی آباد کراں گا پر پہلاں برباد کراں گا

× (قصور) جعلی پیر علاج کے لئے عورتوں کے منہ میں تھوکتا تھا۔ نماز آتی ہے نہ قرآن مجید پڑھنا جانتا ہے۔ (ایک خبر)

"ہمارے حضرت جی" والے کیا کہتے ہیں۔ بیچ اس تھوک کے؟

× سردار نکئی کے انتخاب سے بے نظیر حکومت کو دھچکا لگا (بی بی سی)

یہ حکومت "دھچکوں" کی عادی ہو چکی ہے۔

× پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کے نرسنگ سکول اسلام آباد میں قرآن مجید پڑھنے پر پابندی (ایک خبر)

اور جمہوری مولوی پھر بھی حکومت کے ساتھ ہیں۔

× ڈرامے میں لڑکا لڑکی ہاتھ پکڑلیں تو قیامت نہیں آجاتی۔ (ثمینہ پیرزادہ)

ہم کو ہے معلوم کون کہاں آتا ہے
تم کو ہے معلوم کون کہاں جاتی ہے

قیامت نہیں آتی.......

× اسلامی دنیا میں مرد عورتوں کو آگے نہیں آنے دیتے۔ (بے نظیر)

یعنی آپ کے خیال میں حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو آگے نہیں آنے دیا۔

× مجھے زندگی دے دو (شاتم رسول سلمان رشدی)

تمہیں موت بھی نہیں ملے گی۔

× میں لاہور کی معزز ترین فیملی کا رکن ہوں۔ (اقبال گھرکی)

جتنے اچے..... اونے لچے

× حکومت ہمارے ووٹوں سے برسر اقتدار آئی۔ (پروفیسر غفور)

یہ بات قاضی صاحب کو بتائیں۔

× "لہو کرنا سی تے دُر فٹے منہ" (پنجاب کی صورتحال پر) جیالے قیادت پر برس پڑے۔ (ایک خبر)

سواد آ گیا۔ بادشاہو!

× عیسائیوں کو زکوۃ دینا غیر اسلامی نہیں۔ (جے سالک)

× علماء اسلام کو اپنی جیب میں نہ ڈالیں۔ (غضنفر گل)

جاروب کش، اسلام کی تعبیر کر رہے ہیں۔

× پاکستانی عورت کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ کتنے بچے پیدا کرنا چاہتی ہے۔ (انیس ہارون۔ صدر پاکستان

دومن ایکشن فورم)

یعنی فرخندہ بخاری کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ جب چاہے شہرت بخاری کو گھر سے نکال دے!

- بے نظیر نے دو ممبران صوبائی اسمبلی کی حمایت کے لئے کروڑوں شیعہ ووٹروں سے بے وفائی کی ہے۔ (منور عباس۔ سپاہ محمد)

جھنڈے میں بھی کالارنگ صرف دھوکا دینے کے لئے لگا رکھا ہے

- نکئی کی نامزدگی۔ چہرے بجھ گئے۔ آنکھوں میں پانی آگیا۔ (ایک خبر)

بھیڑا حال، بونگے دہاڑے۔ کالا منہ۔ نیلے پیر!

- وزیر اعظم بننے کا کوئی ارادہ نہیں! (سردار نکئی)

بلے اوئے بلے! نئیں ریساں تیریاں!

- یا اللہ! بلاول کو کلرک اور بختاور کو استانی بنا (کلرکوں کی احتجاجی مظاہرے میں مشترکہ دعا)

کوئی بڑی بات نہیں۔ شاہ ایران کی اولاد کو آج کوئی جانتا بھی نہیں!

- دو سال ہمارا متعہ رہا۔ پھر نکاح کر لیا۔ (نادرہ کے خاوند کا عدالت میں بیان)

دونوں دیوانے فرزانے دونوں منٹو کے افسانے

- اپوزیشن لیڈر کو اقتدار میں لانے کے لئے بے نظیر کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ (فضل الرحمن)

محبت ہو تو ایسی ہو!

- متعہ سے پیدا ہونے والا بچہ پاکباز ہوتا ہے۔ (علامہ ساجد نقوی)

پھر حرامزادہ کسے کہتے ہیں؟

- میں پولیس والوں کی پینٹیں اتروا دونگا (وزیر اعلیٰ سردار نکئی)

- میں بیلٹ کہنا چاہتا تھا جلدی میں منہ سے پینٹ نکل گیا، آئندہ احتیاط کروں گا۔ (سردار نکئی)

سردار جی! منہ دھیان نال کھولیا کرو، احتیاط چنگی چیز اے

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر

مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے داد و تحسین وصول کرنے والی نہایت متوازن اور مسلکِ حق کی ترجمان کتاب

قیمت 150 روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

خادم حسین

"بہروپیئے چمن کے نگہدار ہو گئے"

"وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کی پاکستان کو ابھی اشد ضرورت ہے" یہ الفاظ منظور احمد مو[...] شجاعت کے ایک حالیہ انٹرویو میں کہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ وزیر اعظم ایک عورت ہے۔ اور عورت بھی ایسی [...] پاکستان میں مثال نہیں ملتی۔ ویسے بھی محترمہ کا نام بے نظیر ہے۔ فحاشی، عریانی، شراب نوشی، زنا، جوا، [...] دبدبہ عطا کردی، بدعنوانی کو کھلی چھٹی دینے میں واقعی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ پاکستان کی ترقی میں "محترمہ" کا کردار پوری [...] مسخ قوم کے سامنے ہے۔ گھر گھر منی سینما مکمل چکا ہے۔ ٹی وی پر لچر پروگراموں کی وجہ سے بے حیائی عام ہے۔ جوان بچیوں اور عورتوں کو شمع محفل بنایا جا رہا ہے۔ ماں بیٹی، باپ بیٹے کا حجاب ختم کیا جا رہا ہے۔ بھٹو نے شاگرد کو استاد اور مزدور کو مالک کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ بیٹی...... بیوی کو خاوند کی بے عزتی کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ مسجدیں ویران ہیں۔ اور وڈیو سنٹر آباد۔ لڑکے لڑکیاں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کی بجائے گٹار بجانے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ چوبیس گھنٹے کی ٹی وی نشریات نے گھروں کا سکون تباہ کر کے رکھ دیا ہے "مومنہ وزیر اعظم" کہتی ہیں "پردہ صرف آنکھ کا ہوتا ہے۔ اور پاکستانی عورتوں کے لئے میں نمونہ ہوں"۔ جب کہ اللہ کہتا ہے۔ تمہارے لئے نمونہ اللہ کے رسول ہیں۔ ٹی وی ایکٹریس ثمینہ پیرزادہ کہتی ہے۔ "ڈرامے میں لڑکا لڑکی ہاتھ پکڑ لیں۔ تو قیامت نہیں آجاتی" بے نظیر کے وزیر اطلاعات، وزیر داخلہ وغیرہ (خالد کھرل، نصیر اللہ بابر، ڈاکٹر شیر افگن) نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کو شر پسند کہتے ہیں۔ خارجہ کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمن کو بے نظیر کی صورت میں شریعت نظر آتی ہے۔

دراڑ ڈال کے اسلام کے سفینوں میں
فقیہ شہر بھی شامل ہے مہ جبینوں میں
سیاسیات وطن پر ہیں منچلے قابض
"گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں"

وزیر اعظم نے اپنے شوہر نامدار کے ذریعے پاکستان کو ایسی ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا ہے کہ برائی دندناتی پھر رہی ہے۔ مہنگائی عروج پر ہے۔ پارٹی کے کارکنوں کو کمائی کے لئے بجلی اور سوئی گیس کے کنکشن کے لئے کوٹہ جاری کیا جا رہا ہے۔ ملک میں فیکٹریاں بند کی جا رہی ہیں۔ کہ بجلی سوئی گیس۔ ٹیلیفون۔ انکم ٹیکس کے بلوں نے شہریوں کے اوسان خطا کر دیئے ہیں۔ شاید جاگیردار حکومت کا فیکٹریاں بند کرنے کا مقصد بھی یہی ہو کہ سارے کرکٹی۔ وڈو گاؤں سے اگر مزدوری کے لئے شہروں میں آجائیں۔ تو ان کی زندہ لاشوں کو استنجا کرانے والا بھی کوئی نہیں رہے گا۔ جاگیرداروں کی رسہ گیری۔ اغواء، چوری، قتل و غارت گری میں بھی فرق پڑے گا۔ اور یہ بات لازمی ہے۔ کہ جب انسان کو کام میں لگا دیا جائے تو پھر وہ جرائم کرنے کے متعلق کم ہی سوچتا ہے۔ کہتے ہیں۔ فارغ انسان کا ذہن

دومن ایکشن فورم) اور شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ اس لئے وزیراعظم نے قوم کو تباہی کی راہ پر رواں یعنی فرخندہ بخاری جاری منصوبے بند کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ بے روزگاری عام ہو جائے اور پھر بے روزگار افراد بے تحاشا لئے چوریاں کریں۔ ڈاکے ڈالیں۔ یا پیشہ ور قاتل بن جائیں۔ عوام ہمیشہ بے سکونی میں مبتلا ہے۔ (منور عے کہتے ہیں:۔ "محترمہ کی ابھی پاکستان کو ضرورت ہے" محترمہ کی قیادت میں کشمیر آزاد ہو گا۔ جھنڈے ہیں جھنڈے کہ خدا اور اس کا رسول ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ جس قوم کی سربراہ عورت ہو وہ قوم کبھی ترقی نہیں بدقسمتی تو یہ ہے کہ یہ لوگ خود خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے منکر ہیں۔ اسلام سے انہیں ہے: وہ ملک جو اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ اخلاقی طور پر اسے مفلوج رہا ہے۔ ملکی خزانہ بڑی بے دردی سے لوٹا جا رہا ہے۔ ایک طرف ایک ایم پی اے، ایم این اے (لوٹا) بیٹھے بیٹھے اپنے ووٹ کی قیمت دو دو کروڑ وصول کر لیتا ہے۔ اور کوئی ٹیکس، بل تک ادا نہیں کرتا۔ دوسری طرف اسی فیصد عوام نان شبینہ کو ترس رہے ہیں۔ "غریب کی ہمدرد" نے غریب کے منہ سے روٹی کا نوالہ تک چھین لیا ہے۔ ترقی کا اندازہ ان باتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس روڈ کا منصوبہ جو افغانستان سے ہو کر روس کی آزاد مسلم ریاستوں کو جانا تھی۔ بند کر دیا گیا ہے۔ تاکہ پاکستان ان ریاستوں کے ساتھ تجارت کے قابل نہ ہو سکے۔ پورے ملک کی سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ کوئی شہر ایسا نہیں جس کی سڑکیں گلیاں صاف ستھری ہوں سوائے اسلام آباد کے کہ جہاں ملک کی کشتی کے یہ نام نہاد کھیون ہار رہتے ہیں۔ اور جہاں پاکستان کے دوسرے شہر کا شہری سات دن سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ رہنا چاہے تو اسے تھانے میں اطلاع دینا لازمی ہے۔ پاکستان میں اربوں کی سرمایہ کاری کرنے والی غیر ملکی فرمیں واپس جا رہی ہیں۔ قوم کے ہر فرد کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی تھما دیا گیا ہے۔ ہارس ٹریڈنگ تو زوروں پر تھی ہی وزیراعظم ہاؤس کو بھی قیمتی گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا گیا ہے۔ صوبوں کی حکومتیں ختم کرنے کے لئے اربوں روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ اپوزیشن کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ زنانہ حکومت کی طرف سے ہم جنس پرستی اور اسقاط حمل جیسی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شمولیت کر کے قوم کو مکمل بے راہ روی کی طرف ڈال دیا گیا ہے۔ کوریا جیسے ملک نے پاکستان سے منصوبہ بندی حاصل کی۔ اور آج وہ ملک جو ہم سے بعد میں آزاد ہوا تھا۔ ترقی کی منزل پر پہنچ چکا ہے۔ اور ہم اپنی قومی بددیانتی کی وجہ سے سو سال پیچھے چلے گئے ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں بھی اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ بے نظیر زرداری کی قیادت میں ملک ترقی کر رہا ہے تو یہ اس کی کم ظرفی، کم عقلی اور بے وقوفی کی انتہا ہے۔ ان دوں نہاد ممبران اسمبلی کے نزدیک۔ ملک کو تباہ کرنے والی وزیراعظم کی شاید ابھی ضرورت اس لئے باقی ہے کہ ابھی یہاں تھوڑے بہت اسلام کے نام لیوا باقی ہیں۔ انہیں ختم کرنا ہے۔ دینی مدارس ختم کرنے ہیں، دینی شخصیات کو رُسوا کرنا ہے اور ملک کی رہی سہی دولت کو سمیٹنا ہے۔ گھروں کے سکون کو برباد کرنا ہے اور خواتین کو مادر پدر آزاد بے حیائی کی ڈگر پر لگانا ہے۔ پاکستان اور تصور پاکستان کے بانی محمد علی جناح اور علامہ اقبال اگر آج زندہ ہوتے تو ملک کی اس تباہ حالی کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھتے کہ

جو اس چمن کی تباہی سے باخبر ہوتے
تو ہم کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

مرزا قادیانی کا معافی نامہ

بہادری اوصاف نبوت میں سے ایک نہایت اہم وصف ہے۔ نبی کی دلیری اور شجاعت کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ اسے بارگاہ منعم حقیقی سے وہ رعب و دبدبہ عطا ہوتا ہے جو کسی غیر نبی کے نصیب کی بات نہیں۔ اس کے عزم و حوصلہ کے سامنے ہوائیں رخ بدل لیتی ہیں' سنگلاخ چٹانوں کے جگر پاش پاش ہو جاتے ہیں' پہاڑ راستہ چھوڑ دیتے ہیں' دریاؤں کے دل ہل جاتے ہیں اور طاغوتی طاقتیں شاہراہ بزدلی پر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتی نظر آتی ہیں۔ نبی بزدل ہو تو وہ باطل کے خلاف جہاد نہیں کر سکتا۔ نبی ڈرپوک ہو تو وہ مظلوموں کو ظالموں کے آہنی پنجوں سے نہیں چھڑا سکتا۔ نبی دوں ہمت ہو تو وہ امتحانات کی جاں گسل وادیوں میں آبلہ پائی نہیں کر سکتا۔ نبی بے حوصلہ ہو تو وہ کفر کے جھوٹے خداؤں کے سامنے "لا الہ الا اللہ" کا نعرہ حق نہیں لگا سکتا۔ نبی ناتواں دل کا مالک ہو تو وہ شمشیر جہاد اٹھا کر کفر کے مقابلہ میں میدان جہاد میں نہیں اتر سکتا۔ نبی موت سے خائف ہو تو وہ امت میں شہادت کی تڑپ پیدا نہیں کر سکتا۔ نبی امت کا مربی ہوتا ہے اور اگر نبی ہی بزدل ہو تو امت میں شجاعت کے جواہر کیسے پیدا ہوں۔ نبی اس دنیا میں اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے اس کا نمائندہ کبھی کمزور عزم و ہمت کا مالک نہیں ہو سکتا۔

اللہ کے نبیوں کو آگ میں پھینکا گیا' آروں سے چیرا گیا' سر تن سے جدا کیے گئے' جسم میں آہنی کنگھیاں پھیری گئیں' قید خانوں میں ڈالا گیا' جلا وطن کیا گیا اور روح فرسا امتحانات سے گزارا گیا لیکن وہ ہر مقام پر سرفراز و سرخرو نظر آئے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ جیسے پیارے وطن سے نکالا گیا' فحش گالیاں دی گئیں' سوشل بائیکاٹ کیا گیا' شعب بنی ہاشم میں مقید کیا گیا' غنڈوں سے پٹوایا گیا' لہولہان کیا گیا' سر مبارک میں خاک ڈالی گئی' سجدے کی حالت میں سر اقدس پر اونٹ کی غلیظ اوجھڑی رکھی گئی' زہر دیا گیا' قتل کی سازشیں تیار کی گئیں اور سر مبارک کی قیمت مقرر کی گئی لیکن یہ سب کچھ آپ کو آپ کے مشن سے نہ ہٹا سکا۔

آپ کو لالچ دیا گیا کہ اگر آپ دین حق کی تبلیغ سے باز آ جائیں تو قریش کی امارت آپ کے سپرد ہے۔ اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو آپ کے قدموں میں سیم و زر کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اگر آپ کسی امیر کبیر اور اعلیٰ حسب نسب کی حسین و جمیل عورت سے شادی کے متمنی ہیں' تو

معزز سے معزز خاندان کی خوبصورت دوشیزائیں آپ کے لیے حاضر ہیں۔ مگر آپ نے ان تمام انعامات کو ٹھکرا دیا اور اپنے موقف پہ ڈٹے رہے۔

جب کفار کے سرداروں نے آپ کے کفیل ابو طالب کو گھیر لیا اور ان پر ہر قسم کا سخت دباؤ ڈالا اور اس دباؤ سے متاثر ہو کر جب ابو طالب نے آپ سے کہا کہ بھتیجے! اب میں تیرا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ان اعصاب شکن لمحات میں کائنات کے سب سے بہادر انسان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو میں تب بھی حق بات کہنے سے باز نہ آؤں گا"۔

احد کے میدان میں جب کفار نے آپ کو گھیر لیا ہے اور آپ پر تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ ہے۔ چمکتی ہوئی تلواریں آپ کے خون کی پیاس میں تڑپ رہی ہیں۔ صحابہؓ کرام آپؐ کا تحفظ کرتے ہوئے پروانہ وار کٹ کٹ کر گر رہے ہیں۔ آپ کی جان سخت خطرے میں ہے۔ دانت مبارک شہید ہوگئے ہیں۔ مقدس داڑھی خون سے رنگین ہے۔ کپڑوں پر نبوت کا خون چمک رہا ہے۔ اس حالت میں بھی آپ مصلحت انگیز رویہ اختیار نہیں کرتے۔ آپ کسی بات پر معذرت خواہ نہیں ہیں۔ کفار سے جان بخشی کی التجا نہیں کرتے بلکہ آہنی چٹان کی طرح اپنے موقف پہ قائم ہیں اور مسلمانوں کو اکٹھا کر کے انہیں ایک نیا عزم اور حوصلہ عطا کر کے کفار پر زبردست حملہ کرتے ہیں اور پھر کفر میدان جنگ سے سرپٹ بھاگتا دکھائی دیتا ہے۔

یہ آپ کی تربیت کا اعجاز تھا کہ حضرت بلالؓ دہکتے انگاروں پہ لیٹے ہیں۔ جسم سے چربی پگھل رہی ہے لیکن اس حالت میں بھی وہ اپنے ایمان کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضرت خبیبؓ تختہ دار پہ جھول گئے لیکن باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے۔ حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ کو اذیت ناک طریقہ سے شہید کیا گیا لیکن انہوں نے کفر سے زندگی کی بھیک نہیں مانگی۔ حضرت ابو جندلؓ کو زنجیروں میں باندھا گیا اور سخت تشدد سے ان کے جسم کو داغا گیا لیکن انہوں نے اسلام کو داغِ مفارقت نہ دیا۔

یہ آپ کی شجاعت کا فیض ہے کہ آپ کے غلاموں نے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے ٹاٹ لپیٹ دیے۔ شاہوں کے تخت چھین لیے' تاج اچھال دیے۔ دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیے' صحراؤں اور جنگلوں کو اپنے برق رفتار گھوڑوں کے ٹاپوں تلے روند ڈالا اور عالم کے چار سو دینِ حق کی شمعیں روشن کر دیں۔ یہ آپ کی بہادری کا اثر ہے کہ آپ کی امت میں سلطان نور الدین زنگی' سلطان صلاح الدین ایوبی' سلطان محمود غزنوی' طارق بن زیاد' محمد بن قاسم ایسے لوگ

پیدا ہوئے۔ جنہیں مرشد اقبال اپنے قلب کی گہرائیوں سے یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی!
شہادت ہے مطلوب و مقصود و مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

○

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

اگر نمونہ کے طور پر جرات' ہمت' حوصلہ' عزم اور ثابت قدمی اور موقف کی پاسداری کی مزید چند جھلکیاں دیکھنی ہوں تو دیکھیئے۔

امام مالکؒ کے بڑھاپے کے ایام ہیں۔ حکمران وقت نے غیظ میں آ کر اس پاکباز انسان کے دونوں بازو کندھوں سے اکھاڑ دیئے ہیں۔ جسم پہ تار تار لباس ہے۔ آپ کا منہ کالا کر دیا گیا ہے اور آپ کو مدینہ کی گلیوں میں پھرایا جا رہا ہے۔ لیکن اس حالت میں بھی آپ راستے میں کھڑے لوگوں کو مخاطب کر کے اپنی حق بات کا اعلان کر رہے ہیں۔ "لوگو! زبردستی کی طلاق جائز نہیں"۔

امام ابو حنیفہؒ کا حکمران وقت سے اختلاف ہوتا ہے وہ آپ کو حوالہ زنداں کر دیتا ہے لیکن آپ اپنے موقف پہ ڈٹے رہتے ہیں۔ پھر آپ کا جنازہ بھی جیل سے نکلتا ہے لیکن ظالم کے سامنے آپ سرنگوں نہیں ہوتے۔

امام احمد بن حنبل کو ٹکٹکی پر باندھ دیا گیا ہے۔ جلاد غصہ سے بھرا ہوا ہے۔ دور سے بھاگ کر آتا ہے اور آپ کے جسم پر شڑاپ شڑاپ کوڑے برساتا ہے۔ امام صاحب کا جسم لہولہان ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ کوڑے جو بڑی بے رحمی سے آپ کے جسم پر برسے ان میں سے اگر

ایک کوڑا کسی تنومند ہاتھی کو لگتا تو وہ بلبلا اٹھتا۔ لیکن عزم و ہمت کے پیکر امام احمد بن حنبل خون میں نہائے ہوئے جسم کے ساتھ اس وقت بھی یہ اعلان کر رہے ہیں "لوگو! قرآن خدا کی مخلوق نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے"۔ امام ابن تیمیہ" کو حاکم وقت قید کر لیتا ہے۔ جیل کی سختیوں اور اذیتوں میں اسلام کا یہ صاحب سیف و قلم سپاہی جان کی بازی ہار جاتا ہے لیکن حق پہ ثابت قدم رہ کے ایمان کی بازی جیت جاتا ہے۔ غازی علم الدین شہید پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لیتا ہے اور جناب خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ اس قرار سے نہیں پھرتا: "میں نے شاتم رسول راجپال کو قتل کیا ہے"۔ غازی میاں محمد شہید تختہ دار پر جھول جاتا ہے۔ لیکن اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوتا۔

یہ تھا مختصر سا تذکرہ اللہ پاک کے سچے انبیاء بالخصوص سیدالانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بہادر غلاموں کا' جو صرف اللہ سے ڈرتے تھے اور باقی اہل دنیا ان سے ڈرتے تھے۔ اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا اور اس سے مرعوب ہونا ان کی سرشت میں ہی شامل نہ تھا۔ وہ موت سے عشق کرتے تھے کیونکہ وہ موت کو پروانہ جنت سمجھتے تھے۔ وہ دنیا کو مردار سمجھتے اور اس کے طالبوں کو کتے جانتے۔ انہیں شجاعت و بہادری کے یہ اوصاف اپنے نبیؐ کی سچی تعلیمات سے ملے تھے۔ یہ شجاعت محمدیؐ کے چشمہ صافی کے مصفا پانی کا کمال تھا جسے پینے کے بعد ان کے دلوں سے اہل دنیا کا خوف نکل گیا تھا اور وہ تلوار کی دھار پر بھی حق بات کہنے سے نہ چوکتے۔

عہد غلامی میں جب ہندوستان میں اشارہ فرنگی پر مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور اس نے اعلان کیا کہ اللہ نے مجھے "محمد رسول اللہ" بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ یعنی میری شکل میں محمد رسول اللہ دوبارہ دنیا میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لائے ہیں۔ میں عین محمد ہوں جس نے مجھ کو نہیں پہچانا اس نے محمد کو نہیں پہچانا۔ اس نے کہا کہ میں شیر خدا ہوں' میں اللہ کی تلوار ہوں' میں پوری دنیا کا سپہ سالار ہوں۔ جو مجھ سے ٹکرائے گا خدائی عذاب اس کو جلا کر بھسم کر دے گا۔

مسلمانان ہندوستان جب اس جھوٹے نبی کے مقابلہ میں نکلے تو مختلف مناظروں اور مقابلوں میں زچ ہو کر اس بناسپتی نبی نے بدزبانی شروع کر دی اور پھر جب اس جھوٹے نبی کی بدزبانی گالیوں اور پھر غلیظ گالیوں تک پہنچی تو ایک مسلمان مجاہد نے تنگ آ کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور منصف مزاج مجسٹریٹ نے جب مرزا قادیانی کو عدالت میں طلب کیا تو عدالت میں داخل ہوتے ہی مرزا قادیانی کا رنگ فق ہو گیا' ہوش و حواس اڑ گئے' جسم پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی اور

اس کے ساتھ ہی جھوٹی نبوت کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ مرزا قادیانی نے عدالت میں گڑگڑاتے ہوئے تحریری معافی نامہ پیش کیا اور عدالت میں دست بستہ زانو شکستہ درخواست کی کہ اس بدزبانی پر مجھے اس مرتبہ معاف کر دیا جائے۔ میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ مرزا قادیانی کا یہ معافی نامہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں موجود ہے اور مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ معافی نامہ حاضر خدمت ہے۔

نقل اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالیٰ حاضر جان کر باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ

(ا) میں ایسی پیشگوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جاوے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہو' شائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

(۲) میں اس سے بھی اجتناب کروں گا۔ شائع کرنے سے کہ خدا کی درگاہ میں دعا کی جاوے کہ کسی شخص کو حقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص مورد عتاب الٰہی بنے یا یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ مذہبی میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔

(۳) میں ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہوں۔

(۴) میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثہ میں مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں جس سے کہ اس کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے یا اس کے دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کروں گا جیسا کہ دجال' کافر' کاذب' بطالوی۔ میں کبھی اس کی آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے برخلاف کچھ شائع نہ کروں گا جس سے اس کو آزار نہ پہنچے۔

(۵) میں اجتناب کروں گا۔ مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو مباہلہ کے لئے بلاؤں اس امر کے ظاہر کرنے کے لیے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے نہ میں اس محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو اس بات کے لیے بلاؤں گا۔ کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیشین گوئی کریں۔

(۶) میں حتی الوسع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہو سکتا ہے۔ اس طرح کار بند ہونے کے لیے ترغیب دوں گا جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ میں اقرار کیا ہے ۴۴

فروری ۱۸۹۹ء۔

دستخط صاحب مجسٹریٹ ضلع	دستخط بحروف انگریزی	دستخط مرزا غلام احمد قادیانی
بحروف انگریزی مسٹر ڈوئی	کمال الدین پلیڈر	بقلم خود

صاحبو! یہ کیسا نبی ہے جو مجسٹریٹ کے ماتھے کے شکن دیکھ کر اپنا بیان بدل جاتا ہے' جو مجسٹریٹ کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر اپنی "شریعت" میں رد و بدل کر لیتا ہے۔ جو جیل کا دروازہ دیکھ کر اپنے فرشتے ٹیچی ٹیچی کی لائی ہوئی پیشین گوئیاں سنانا بند کر لیتا ہے۔ جو مجسٹریٹ کے تیوروں کو دیکھ کر اپنے مباہلوں اور مذاکروں کی دکان بند کر دیتا ہے۔ بھئی ڈرتا کیوں نہ 'گورنمنٹ نے ہی تو نبوت عطا کی تھی اور اگر گورنمنٹ ہی ناراض ہوگئی تو نہ نبوت بچے گی اور نہ نبی!

مزید سنئے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

"میں نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا۔ جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے"۔ (مرزا قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت گورداسپور میں مندرجہ اخبار "الحکم" قادیان' جلد۵' نمبر۲۹' منقول از منظور الٰہی' ص ۲۴۸۔ مصنفہ منظور الٰہی قادیانی)

یعنی قادیانی نبوت وہ چھکڑا ہے جس کی مہاریں مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جب چاہے جہاں چاہے روک لے اور جب چاہے چلا دے۔ قادیانی خدا بھی مجبور اور قادیانی نبی بھی مجبور!

مزید سنئے!

"سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین بٹالوی کو) کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا"۔ ("تریاق القلوب" ص۱۳۰' مصنفہ مرزا قادیانی)

قادیانیو! سنو یہاں تمہارا مرزا قادیانی کیا کہہ رہا ہے۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں"۔ ("حقیقت الوحی" ص۱۶۳' مصنفہ مرزا قادیانی)

"جو شخص میری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔ (اشتہار "معیار الاخیار" ص۸' مصنفہ مرزا قادیانی)

"میرے مخالف جنگلوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں"۔ ("نجم الہدیٰ" ص۱۵' مصنفہ مرزا قادیانی)

"جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے

اور حلال زادہ نہیں"۔ ("انوار الاسلام" ص۳۰' مصنفہ مرزا قادیانی)

"میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی"۔ ("آئینہ کمالات اسلام" ص۵۴۷' مصنفہ مرزا قادیانی)

قادیانیو! عدالت میں کچھ' باہر کچھ۔ مجسٹریٹ سے ڈرنا اور اللہ سے نہ ڈرنا' یہی کردار ہے تمہارے رہبر و راہنما کا۔ کچھ تو سوچو' آخر ایک دن موت کا مزا چکھنے کے بعد اللہ کے دربار میں حاضری بھی ہونی ہے اور تمہیں جواب بھی دینا ہے!

حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے انگریزی نبی مرزا قادیانی کی انہی صفات رذیلہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کے رخ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

ایک اور مقام پر علامہ فرماتے ہیں:

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

سید محمد ذوالکفل بخاری۔

طلاقِ ثلاثہ اور حافظ ابن القیّم (رحمۃ اللہ علیہ)

مؤلف: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی / کتابت، طباعت: عمدہ / ناشر: الفرقان بک ڈپو، نظیر آباد، لکھنو (انڈیا)
ضخامت: ۱۰۶ صفحات / قیمت: ۳۵ روپے

مئی، جون ۱۹۹۳ء میں بھارت میں اکٹھی تین طلاقوں کے شرعی حکم کا مسئلہ یکایک اس انداز سے اٹھا کہ ایک دفعہ تو عدالت سے صحافت تک...... کتنے ہی شعبہ ہائے زندگی میں بھونچال آگیا۔ ایک طرف سیکولر دانشوروں کی بَن آئی۔ حقوقِ نسواں کی "پامالی" پر ماتم وشیون، آہ و بکا، گریہ وزاری اور نالہ وفغان سے ہر سو...... "دگرگوں تھا جہاں، تاروں کی گردش تیز تھی ساقی!" تو دوسری طرف مسلکی منازعت کی "دیرینہ بیماری" بھی عود کر آئی بلکہ وبا کی صورت پھیل گئی۔ ہوتے ہوتے اس ہنگامے کی گونج میڈیا کے دوش پر لندن بھی جا پہنچی۔ لندن میں مقیم مولانا عتیق الرحمن سنبھلی مدظلہ (فرزند گرامی حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ) نے صورتحال کی سنگینی کو بروقت اور بخوبی محسوس کیا۔ ایک مقالہ، ہندوستان کے جرائد میں چھپوایا۔ پھر انگلستان میں "محاذ آرا" علما کی بعض فروگزاشتوں کی نشاندہی کی۔ آخر کار...... ایک مفصل مقالے میں اکٹھی تین طلاق کو، ایک طلاق کے برابر قرار دینے والوں کے سب سے اہم وکیل علامہ حافظ ابن القیّم (رحمۃ اللہ علیہ) کی بحث کا تنقیدی جائزہ لیا۔ جس میں یہ انتہائی حیرت انگیز بلکہ "ہوش ربا" حقیقت بھی منکشف کی کہ ابن القیّم کا موقف و مذہب طلاق کے مسئلے میں ہرگز وہ نہیں ہے جو ان سے منسوب ہے بلکہ وہ اپنے ابتدائی موقف کو ترک کر کے اسی مذہبِ جمہور پر آگئے تھے جس کی رو سے اکٹھی تین طلاقیں ہر صورت تین ہی شمار ہوں گی اور اسی طور مؤثر بھی!

حضرت مولانا کا بحث و مکالمہ کا انداز، تحقیق و تجزیہ کا طریق اور تحریر کا اسلوب، جو قدرے "جدید" بھی ہے اور انہی سے خاص بھی...... بلا مبالغہ مسحور کن ہے۔

مجھے ہے حکمِ اذاں

مؤلف: مولانا عتیق الرحمن سنبھلی / کتابت، طباعت: عمدہ / ناشر: الفرقان بک ڈپو، نظیر آباد، لکھنو (انڈیا) ضخامت: ۲۶۴ صفحات / قیمت: ۵۵ روپے

مسلمانوں کی مذہبی اور علمی تاریخ کے دورِ جدید کا احاطہ کرتے ہوئے "موجِ کوثر" کے فاضل مصنف نے

(بقیہ ۲۳ پر)

مجلسِ اطفال　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　ادارہ

پاکستان کا مطلب کیا؟

۱۴ اگست ۱۹۹۵ء کو دار بنی ہاشم ملتان میں نونہالانِ احرار نے یومِ آزادی پر جلسہ منعقد کیا، جسکی روداد گزشتہ شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اسی جلسہ میں ابنِ امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ کے فرزند سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے جو تقریر کی اسے طلباء اور اساتذہ نے بے حد پسند کیا۔ افادۂ عام کے لئے یہ تقریر ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

نحمده و نصلي علىٰ رسوله الكريم، وعلى اله وازواجه واصحابه و ذريّاته اجمعين، امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرّجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله لا يغير مابقوم حتى يغير وا مابانفسهم، صدق الله العظيم۔

صدر ذی وقار، قابل صد احترام اساتذہ کرام، اور طالب علم ساتھیو! آج کا دن ہمارے لئے جہاں خوشیوں کا پیغام لے کر آیا ہے وہاں ہمیں ہماری ذمہ داریوں کا احساس بھی دلاتا ہے۔

۱۴ اگست برصغیر کے مسلمانوں کی دو سوسالہ جدوجہد آزادی کی تاریخ میں ایک انتہائی اہم اور ناقابل فراموش تاریخ ہے۔ برصغیر کے مسلمان اپنے لئے ایک ایسی مملکت چاہتے تھے جہاں وہ اللہ کی مرضی اور اپنے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ تحریک پاکستان کی قیادت نے مسلمانان برصغیر کو یقین دلایا کہ پاکستان اسی مقصد کے لئے حاصل کیا جارہا ہے۔ پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں مسلمانان برصغیر کے لئے سب سے زیادہ پر کشش اور قابل یقین و اطمینان یہ نعرہ تھا جو تحریک پاکستان کے قائدین کی زبان پر دن رات جاری تھا کہ

پاکستان کا مطلب کیا

لا الہ الا اللہ

اس یقین دہانی اور اطمینان کے بعد برصغیر کے مسلمان عوام کی اکثریت اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔ انہیں اطمینان تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد ان کی زندگی اسلام کے پاکیزہ قوانین کے ماتحت ہو گی وہ کفار اور کفر کی غلامی سے نجات پا جائیں گے۔ ہمارے اور آپ کے اسلاف نے اس سہانے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے اپنی عزت و آبرو۔ مال و جان سب کچھ پاکستان کے لئے قربان کر دیا۔ مسلمانوں نے آگ اور خون کا دریا عبور کر کے پاکستان بنایا.....

میرے طالب علم ساتھیو! میری طرح آپ نے بھی قیام پاکستان کے لئے مسلمانوں کی لازوال قربانیوں کی داستانیں پڑھی اور سنی ہوں گی۔

مگر آج جس پاکستان میں، میں اور آپ، اپنے بچپن اور طالب علمی کے دن گذار رہے ہیں۔ یہ نہ تو مسلمانوں کی دنیا میں سب سے بڑی مملکت ہی ہے اور نہ ہی یہاں اسلام نافذ ہے۔ جو پاکستان ہمیں ملا ہے وہ دنیا کے چھٹے یا ساتویں نمبر پر آنے والا مسلمانوں کا ملک ہے۔ جہاں پر عورت کی حکمرانی ہے جس کا تصور بھی اسلام میں موجود نہیں۔ جہاں ہر طرف عریانی، بے حیائی، ظلم و ناانصافی کا راج ہے۔ جہاں ہر طرف قتل و غارت گری لوٹ مار، ڈاکہ، چوری، ملاوٹ اور دھوکہ دہی کا بازار گرم ہے۔ ناچ گانے کی محفلیں سجی ہوئی ہیں۔ منکرین خدا و رسول اور منکرین قرآن و حدیث دندناتے پھرتے ہیں۔ جہاں امت محمدیہ کے بیٹے اور بیٹیوں کو ناچ گانے کی تربیت دینے کے ادارے بنائے جا رہے ہیں۔ آج ہمارے بچپن کی معصومیت ہم سے چھینی جا رہی ہے۔ اور مستقبل میں ہمیں ایک سچا مسلمان بن کر زندگی گذارنے سے محروم رکھنے کے لئے ناپاک منصوبے بن رہے ہیں۔ غرض آج پاکستانی مسلمانوں کی قومی زندگی کا کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہے جس میں اسلام کی پاکیزہ زندگی کی کوئی ایک جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ آج ہمیں ملنے والے پاکستان کی جغرافیائی وحدت کو لسانی اور علاقائی نفرتوں کی کلہاڑیوں سے کاٹا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ پاکستان کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے قوم سے جھوٹ بولنے کا نتیجہ ہے نہ وہ اسلام چاہتے تھے نہ انہوں نے اسلام نافذ کیا۔ آج پاکستان کے عدم استحکام کا سبب حکمرانوں اور سیاستدانوں کے قول و فعل کے تضاد کا نتیجہ ہے۔ پاکستان کے قیام کا مقصد نفاذ اسلام تھا تو آج نفاذ اسلام ہی اسکے استحکام کا ذریعہ بنے گا۔

میرے طالب علم ساتھیو! آؤ آج کے دن ہم عہد کریں کہ ہم پاکستان کے لئے قربانیاں دینے والے مسلمانوں کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کریں گے۔ انشاء اللہ ہم یہاں اسلام کی حکومت کا قیام کر کے رہیں گے۔ ہم نفرتوں کی آگ بجھا کر، اسلامی اخوت رواداری، ایثار و قربانی، ہمدردی غمخواری اور محبت کی اعلیٰ قدروں کو عام کریں گے۔ ہم پاکستان کو اسلام کا مضبوط و مستحکم قلعہ اور دینی اقدار کا محافظ بنا کر رہیں گے۔

ساتھیو آؤ ہم اللہ کے حضور دعا مانگیں کہ وہ ہمیں ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں اپنی اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی اطاعت نصیب فرمائے آمین۔

مسافرینِ آخرت

حضرت سید محمد اشرف علی رحمہ اللہ:

نامور خطاط، محترم سید نفیس الحسینی مدظلہ کے والد ماجد حضرت سید محمد اشرف علی ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۵ء کو بعمر نوے سال لاہور میں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم بھی اپنے دور کے نامور خطاط تھے اور قرآنِ کریم کے کئی نسخے کتابت کئے۔ عابد و زاہد اور شب زندہ دار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرما کر درجات بلند فرمائے (آمین)

حافظ عبدالکریم ملتانی مرحوم

مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محترم حافظ عبدالکریم صاحب گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد ملتان میں رحلت فرماگئے۔ وہ ۱۹۳۴ء میں جماعت سے وابستہ ہوئے اور مرتے دم تک احرار سے ہی وابستہ رہے۔ حضرت امیر شریعت سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ حافظ صاحب کے چار بیٹے حافظِ قرآن ہیں۔ ان کے ایک فرزند کا نام محمد معاویہ ہے اور یہی وہ محمد معاویہ ہیں جن کا نام حضرت امیر شریعت نے تجویز فرمایا تھا۔ حافظ صاحب مرحوم جرأت و ایثار اور وفاء و استقامت کا پیکر تھے۔ ان کی وصیت کے مطابق انہیں حضرت امیر شریعت کے قدموں میں دفن کیا گیا اور ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

محمد معاویہ مراد مرحوم

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم عبدالغفور صاحب کے جواں سال فرزند محمد معاویہ مراد انتقال کر گئے۔

جناب عطاء اللہ گجر مرحوم

مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں ضلع گجرات کے معاون اور ہمارے کرم فرما جناب عطاء اللہ گجر گزشتہ ماہ رحلت کر گئے۔

جناب احمد خان مرحوم

مجلس احرارِ اسلام چکڑالہ ضلع میانوالی کے رہنما محترم کپتان غلام محمد کے فرزند محترم امیر عمر کے خسر جناب احمد خان ۴ ستمبر کو رحلت فرماگئے۔ مرحوم، مسجد سیدنا علی المرتضیٰ چکڑالہ کے خادم تھے اور جماعت کے معاون تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ اراکین ادارہ تمام مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ سب مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں اور دعاء مغفرت کریں۔ (ادارہ)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

راستہ سوئے خدا عزّوجل تیرا ہے
عُقدۂ راحتِ مابعد کا حل تیرا ہے

باعثِ فوز دو عالم بنی آدم کے لئے
حکم اللہ کا اور طرز عمل تیرا ہے

تجھ سے قائم ہوا اقلیمِ ہدایت کا نظام
امر، اللہ کا اور نصب و عزل تیرا ہے

جگمگاتا ہے شبستانِ ابد جس کے طفیل
بے شک و شائبہ وہ نورِ ازل تیرا ہے

گونجتا صلِّ علیٰ سے ہے عناصر کا مکاں
خاک تیری ہے، ہوا تیری ہے، جل تیرا ہے

تیرا دریائے کرم لحہ بہ لحہ جاری
روزوشب، سال مہینے، گھڑی، پل تیرا ہے

جب سے اللہ نے زمانے کی قسم کھائی ہے
آج تیرا ہے، گیا دن ترا، کل تیرا ہے

بن ترے کیا تھا گھٹا ٹوپ اندھیروں کے سوا
چاند نگری ہے تری، نور محل، تیرا ہے

عشق سے تجھ کو سعادت یہ ملی ہے عابد
نعت ان کی ہے، مگر رنگِ غزل تیرا ہے

(پروفیسر عابد صدیق بہاول پور ۱۸-۸-۹۵- سہ پہر)

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد
فیصل آباد

ہے دانشِ افرنگ ہی غارت گرِ حالات
ہر فتنۂ ارضی پہ ہیں ثبت اس کے نشانات

پہنچی نہ مگر ایک نظر سوزِ نہاں تک
کھنے کو کر بیٹھے ہیں سر، ساری مہمات

خوں پی کے غریبوں کا روساء، اُمراء سب
رہتے ہیں مگر اپنی تمناؤں میں دن رات

انسان پہ انساں کی حکومت کا ہے ثمرہ
مشکل جو ہوئے آج کے انسان پہ اوقات

چہرے پہ مُروّت ہے مگر دل میں کدُورت
ذہنوں پہ کمینوں کے مسلّط ہے سیہ رات

کرتے ہیں مُساوات کی تلقین اِدھر تو
تعمیر کراتے ہیں اُدھر شیش محلّات

لاتی ہے نیا جال نئے ڈھنگ سے کیسے
ان خانہ خرابوں کی چکاچوند سدا رات

دل زہر کا پیالہ ہے، زباں قند کا ساغر
اس دور کے آذر کی ہیں کیا خوب کرامات

اغیار کی تقلید میں راہ چھوڑی ہے اپنی
بڑھتی ہی چلتی جاتی ہے جو تلخیٔ حالات

اس مغربی تہذیب سے کرتا ہوں میں نفرت
ہے یاد مجھے معرکۂ ترکِ موالات

بنا ان کی نہ مسکین اداؤں پہ تو خالد
"پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات"

رنگِ سخن

ہاتھ سینے سے گھڑی بھر بھی جدا ہوتا نہیں
قرض اتنا بینک کا ہے اب ادا ہوتا نہیں

"سود" کا گر لفظ لکھنا بھی گنہ ٹھہرا تو پھر
بینک والوں سے خدا کیونکر خفا ہوتا نہیں

ان امیروں کو تو کر دیتے ہیں حاکم خود معاف
ہم غریبوں کے لئے کیوں حوصلہ ہوتا نہیں

ان کو ملتا ہی نہیں ہے بار یابی کا شرف!
جن کا چمچوں سے کوئی بھی رابطہ ہوتا نہیں

پھر وہی ہر پھر کے آجاتے ہیں اپنے سامنے
ناخدا جیسے کوئی ان کے سوا ہوتا نہیں

ہم اگر چھو لیں تو لٹکیں دار پر اے دوستو
وہ حسیں خود بھی جنھیں پاسِ حیا ہوتا نہیں

گھونٹ دیتے ہیں گلہ اپنے ہی تائب راہ میر
دیکھنے والا کوئی جب دوسرا ہوتا نہد

(پروفیسر محمد اکرام تائب، عارف والا

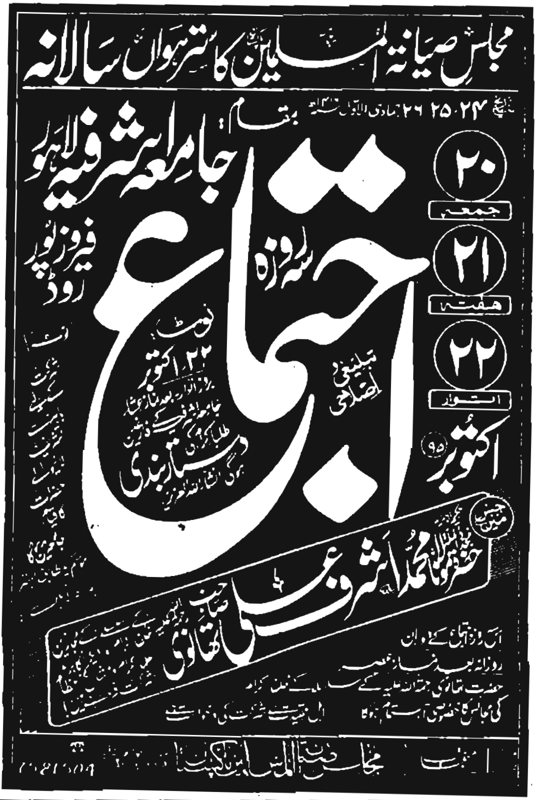

احرار ختم نبوت سنٹر کی تعمیر

جدید مرکز احرار دار العلوم ختم نبوت اور احرار ختم نبوت سنٹر۔ مقابل مرکزی مسجد عثمانیہ، معاویہ چوک، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی۔ کی تعمیر کا کام جاری ہے ضلع ساہیوال بالخصوص علاقہ چیچاوطنی کے ساتھی خصوصی توجہ فرمائیں۔

رابطہ:۔

دفتر احرارِ جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ چیچا وطنی۔

انسٹنٹ
جوھر جوشاندہ
فلو، نزلہ، زکام اور گلے کی سوزش
کے لیے مفید
صدیوں سے آزمودہ جوشاندہ اب فوری حل ہونے والے
انسٹنٹ جوھر جوشاندہ کی شکل میں۔
خاندان کے ہر فرد کے لیے مفید جوھر جوشاندہ فلو، نزلہ،
زکام کی علامات میں آرام پہنچاتا ہے۔
موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے جوھر جوشاندہ
احتیاطی تدبیر کے طور پر استعمال کریں۔
ترکیب استعمال، ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ
جوھر جوشاندہ ملائیں اور جوشاندہ تیار
دن میں دو یا تین پیکٹ جوھر جوشاندہ استعمال کریں۔
جوھر
جوشاندہ
JOHAR
JOSHANDA
JOSHANDA
قرشی
تحقیق کی روایت
معیار کی ضمانت

نہایت موثر اجزاء کے اضافے کے ساتھ
نئے اسٹرپ پیک میں

نئی، مفید ترین

سُعالین

گزشتہ ساٹھ سال سے انکشافاتِ حاضرہ اور اکتشافاتِ جدیدہ سے ہم آہنگ کھانسی، نزلہ و زکام کے لیے سب سے مفید اور سب سے موثر کھانسی کی ٹکیاں

انکشافاتِ ماضی اور اکتشافاتِ جدیدہ نے ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ نباتات ہی ہیں جو جسمِ انسانی میں کوئی غیر طبعی ہنگامہ آرائی کیے بغیر شفائے امراض کا سامان کرتی ہیں۔

ہمدرد اس اندازِ فکر کا پُرجوش حامی رہا ہے۔ ملکی اور عالمی سطح پر۔ تحقیقاتِ نباتات کو ہمدرد نے اپنا موضوع بنائے رکھا ہے۔

آج ساری دنیا بھرپور اعترافات کے ساتھ نباتات سے شفائے امراض پر متوجہ ہو چکی ہے۔ اسی لیے سُعالین جس طرح پاکستان میں ایک بہترین دوائے شافی کے طور پر مقبول ہے اسی طرح دنیا بھر میں سُعالین کو قبولِ عام حاصل ہے۔

خاص طور پر تیار کردہ نئی اسٹرپ پیکنگ۔ تاکہ سُعالین کے نازک ضروری اجزاء مکمل طور پر محفوظ رہیں اور استعمال پر سُعالین تیر بہدف ثابت ہو۔

سُعالین اسٹرپ کے علاوہ پچاس ٹکیوں کی شیشی میں بھی دستیاب ہے

مدینۃ الحکمۃ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔

ہمدرد

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہو گیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ● ایک دستاویز ● ایک داستان ● خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق ● خطابتی معرکے ● سیاسی تذکرے ● بزم سے لیکر رزم منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سر چشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱